THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, June 03, 2010
(62nd Session)
Volume VI No. 01
(Nos. 1-12)

CONTENTS

1. Recitation from the Holy Quran..1
2. Oath Taking……………………………………………………………..2
3. Panel of Presiding Officers …………………………………………… 2
4. Motion for Suspension of Question Hour…………………………… 2-3
5. Leave of Absence………………………………………………………4
6. Condemnation Resolution:Israel's Attack on Freedom Flotilla………..5
7. Discussion on the Resolution…………………………………………..6-44

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume VI SP.VI(01)/2010
No. 01 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, June 03, 2010

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at fifty five minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ ٱلرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقْدِرُۚ إِنَّهُۥ كَانَ بِعِبَادِهِۦ خَبِيرًۢا بَصِيرًا (٣٠) وَلَا تَقْتُلُوٓاْ أَوْلَـٰدَكُمْ
خَشْيَةَ إِمْلَـٰقٍۖ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْـًٔا كَبِيرًا (٣١) وَلَا تَقْرَبُواْ ٱلزِّنَىٰٓۖ إِنَّهُۥ كَانَ فَـٰحِشَةً وَسَآءَ
سَبِيلاً (٣٢) وَلَا تَقْتُلُواْ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِى حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّۗ وَمَن قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِۦ سُلْطَـٰنًا فَلَا يُسْرِف
فِّى ٱلْقَتْلِۖ إِنَّهُۥ كَانَ مَنصُورًا (٣٣) وَلَا تَقْرَبُواْ مَالَ ٱلْيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُۥۚ وَأَوْفُواْ بِٱلْعَهْدِۖ إِنَّ
ٱلْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔولاً (٣٤)

ترجمہ: بے شک تمہارا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور (جس کی روزی چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور (ان کو) دیکھ رہا ہے اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا (کیونکہ) ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے۔ اور زنا کے بھی پاس نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔ اور جس جاندار کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر (یعنی بفتویٰ شریعت) اور جو شخص ظلم سے قتل کیا جائے ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے(کہ ظالم قاتل سے بدلہ لے) تو اس کو چاہیے کہ قتل (کے قصاص) میں زیادتی نہ کرے کہ وہ منصور و فتح یاب ہے۔ اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکنا مگر ایسے طریق سے کہ بہت بہتر ہو یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔

(سورۃ بنی اسرائیل: آیات 30 تا 34)

Oath Taking

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

I now call up Mr. Abdul Hafeez Sheikh to come here and take oath.

(اس مرحلے پر نومنتخب سینیٹر جناب عبدالحفیظ شیخ نے حلف اٹھایا)

Panel of Presiding Officers

Mr. Chairman: In pursuance of sub-Rule 1 of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, I nominate the following members in order of precedence to form a Panel of Presiding Officers for the 62nd Session of the Senate of Pakistan:-

1. Senator Muhammad Jahangir Bader
2. Senator Muhammad Hamayun Khan.
3. Senator Naeem Hussain Chattha.

Today a detailed discussion took place in the Advisory Committee on the Israeli aggression regarding its deadly attack on the 8th Freedom Flotilla for Gaza strip on 31st May 2010.

It has been decided that Questions Hour would be suspended and discussion and speeches would take place on the issue.

اس پر آپ suspension کے لیے motion move کرنا چاہیں گے۔

Motion for Suspension of Question Hour

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): Mr. Chairman, I beg to move under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1998, the requirement of Rules 22, 26, 27, 38 and 120 of the said Rules be dispensed with in order to enable the House to discuss and pass the Resolution regarding attack by Israeli forces on the ships carrying relief goods for the people of Palestine. The questions and their replies placed on the table of the House be taken as read.

Mr. Chairman: It has been moved under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1998, the requirement of Rules 22, 26, 27, 38 and 120 of the said Rules be dispensed with in order to enable the House to discuss and pass the Resolution regarding attack by Israeli forces on the ships carrying relief goods for the people of Palestine. The questions and their replies placed on the table of the House be taken as read.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Yes, Dar Shaib.

Senator Mohammad Ishaq Dar: The Rules have been suspended for the deferment of the questions.

that means تو Not laying, but taken as read تو یہ سوال lapse نہیں ہوں گے۔ lapse ہو گئے۔ یہ next rota day پر آئیں گے۔

Mr. Chairman: If you want it, we will bring it on the next rota day.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: In fact, if they want it, there is no harm in it, sir, but primarily this was not decided that they would be deferred. This was also not decided in meeting. If you want that, certainly we would make a reply for that.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: سوالوں کو defer کر دیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے the sense of the House is that the questions should not be taken as read, but should be deferred for the next rota day. ٹھیک ہے جی۔ Leave applications.

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جناب عدنان خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 61ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۱۷ تا ۱۹ مئی شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد ادریس خان صافی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۳ اور ۴ جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سید فیصل رضا عابدی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۳ اور ۴ جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ سیمیں صدیقی صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ ۳ تا ۱۹ مئی شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب الیاس احمد بلور صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا پر آج مورخہ ۳ جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب بابر خان غوری صاحب وزیر برائے جہاز رانی و بندرگاہیں نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی میں پہلے سے طے شدہ مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۳ جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ بخاری صاحب آپ پہلے resolution پیش کرنا چاہیں گے یا تقریروں کے بعد؟ جی ڈار صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: Resolution پہلے، طے یہی ہوا تھا۔

جناب چیئرمین: جی resolution پڑھ لیجیئے۔

Condemnation Resolution: Israel's Attack on Freedom Flotilla

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! اس ایوان کی متفقہ رائے ہے کہ غزہ میں محصور فلسطینیوں کے لیے امدادی اور غذائی اشیا لے جانے والے چھ جہازوں پر مشتمل قافلے پر 31–05–2010 کو اسرائیلی بحریہ کے کمانڈوز کا حملہ عالمی قوانین کی خلاف ورزی ہے، یہ واقعہ بین الاقوامی سمندری حدود میں وقوع پذیر ہوا، یہ حملہ امن اور مصالحت پر حملے کے مترادف ہے، یہ دہشت گردی کی بد ترین مثال ہے جس کے نتیجے میں بیس افراد جاں بحق اور ساٹھ سے زیادہ افراد زخمی ہوئے۔ یہ امدادی سامان چالیس ممالک کے تقریباً سات سو افراد لے کر جا رہے تھے، جس میں پاکستانی صحافی طلعت حسین اور ان کی ٹیم بھی شامل تھی۔ یہ ایوان برادر اسلامی ملک ترکی سمیت ان تمام افراد کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ متاثرہ خاندانوں اور فلسطینی بھائیوں سے اظہار ہمدردی اور اظہار یکجہتی کرتا ہے۔ اسرائیل کے بلاجواز حملے کی پرزور مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان عالمی برادری سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اسرائیل کو اس قسم کی جارحانہ کارروائیوں سے باز رکھنے کے لیے مناسب اور مؤثر اقدامات اٹھائے جائیں۔ فوری طور پر غزہ کا محاصرہ ختم کیا جائے، تمام امدادی سامان فی الفور غزہ پہنچایا جائے۔ فلسطین کے مسئلے کا مستقل حل تلاش کیا جائے۔

جناب چیئرمین: وسیم صاحب resolution پر آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد حزب اختلاف): میرے خیال میں بات کر لوں، پھر اس کو ووٹ کے لیے put کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: پھر اس کو ووٹ کے لیے put کر دیتے ہیں۔

Mr. Wasim Sajjad: Mr. Chairman, this is unanimous resolution, which has been agreed to by all.

جناب چیئرمین: Resolution کو speeches کے بعد ووٹ کے لیے لیں یا پہلے لے لیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: پہلے لے لیں۔

جناب چیئرمین: نہیں پہلے speeches اور پھر ووٹ کے لیے جائیں گے۔ Without speeches ووٹ کے لیے نہیں جا سکیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگ speeches شروع کر لیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: قاعدہ یہی ہے۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے پروفیسر صاحب ، ووٹ بعد میں ہوگا۔ پہلے speeches شروع کرلیں۔ تو are you starting it? جی وسیم سجاد صاحب۔ میں یہ بھی عرض کردوں کہ جو بھی تقریر کرنا چاہے اس کو پورا حق ہے۔ اپنے نام لکھوا دیجیئے۔ تین منٹ for the members and five minutes for the parliamentary leaders. جی وسیم صاحب! آپ شروع کریں۔

Discussion on the Resolution

Senator Wasim Sajjad: Thank you Mr. Chairman. I am grateful to you Mr. Chairman. This resolution which has been moved by the honourable Leader of the House is a unanimous Resolution which has been accepted and agreed by all sections representing the various political parties in the House. It shows complete unanimity in condemning naked Israeli aggression in international water by which they attacked a peaceful Flotilla arranged by Turkey to carry goods, that is, medical supplies and food to the citizens of Gaza which is under again illegal siege by Israel.

This is not the first time that international crime has been committed by Israel and I dare say so Mr. Chairman, it is not the last time. There is need for international community at this stage to come together and make it very clear to Israel that violation of international law will not be acceptable. It is time that the international community exerts its moral influence so that such acts of international terrorism are avoided, condemned and suitable action be taken on these incidents.

In this incident several people have lost their lives. Some people say 20, some say more than 20, hundreds have been injured and all these people who have been killed and injured were innocent civilians who did not have any weapon, anything to defend themselves. They were attacked without any provocation whatsoever. They were killed in cold blood and Israel must pay for its crime before the international criminal court.

I urge you, Mr. Chairman, and through you the entire international community and all the ambassadors and high commissioners in this Capital of Islamabad that they should take action so that Israel is brought before the International Criminal Court for genocide because I feel that this act amounts to genocide. At this point of time we must appreciate the services, the action taken by Turkey, who lost its very valuable citizens in this operation. We must pay tribute to them and we must also pay tribute to the Pakistanis who very boldly became part of this Flotilla to project the cause of Gaza. They project the cause of Palestine to bring to the notice of the world the atrocities being committed and the need for international humanitarian action.

I think, we must now take steps. We urge the Government of Pakistan to take steps so that suitable action, proper international action is taken against Israel to prevent her from repeatedly committing international crimes. There is also need, Mr. Chairman, and we keep forgetting that, that Palestine like Kashmir is an international dispute, international matter which needs to be settled and we tend to forget that this is one dispute which has led to widespread concern throughout the Muslim world. It is one which has led to concern amongst the Muslim everywhere. They are reacting to atrocities by Israel in Palestine. So, there is need for the international community to take steps for early resolution of this problem. We also urge upon the international community to take steps to remove the siege of Gaza and immediate steps be taken to provide relief to the citizens of this place.

While on this question, Mr. Chairman, I would like to bring to the notice of this House another act of international terrorism which has taken place and which needs to be noticed. A South Korean ship was torpedoed by the North Korea. This has led to tension in that area. The South Koreans have demanded an apology. There is almost a warlike situation in that area. We need to condemn this action. Anywhere, any act of international terrorism needs to be condemned. Again, I would take this opportunity to urge upon the Government of Pakistan to take steps so that suitable action is taken against them whether it is South Korea or Israel for the prevention of international terrorism wherever it might be. Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: میاں رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ یہ ایک نہایت ہی افسوسناک واقعہ ہے لیکن یہ تاریخ میں پہلی مرتبہ نہیں ہوا ہے۔ اسرائیل کی یہ تاریخ رہی ہے کہ اس نے ریاستی دہشت گردی کی policy کو اپنایا ہوا ہے اور اس ریاستی دہشت گردی کی policy کو اپناتے ہوئے اس کو بین الاقوامی سامراج کی پشت پناہی بھی ہمیشہ حاصل رہی ہے اور اس لیے اس نے چاہے کتنا ہی بڑا اور heinous crime commit کیا ہو لیکن international community اور بالخصوص western capitals اس پر خاموش رہتے ہیں۔ یہ attack جو 8th Flotilla پر کیا گیا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بزدلانہ حرکت تھی اور اس سے اسرائیل مکمل طور پر expose ہوا ہے۔ جہاں پر اسرائیل اس سے expose ہوا ہے وہاں پر میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ ایک آخری test ہے United Nations کے لیے کیونکہ آج تک اسرائیل نے United Nations کی کسی بھی resolution کی یا کسی بھی directive کی کوئی پرواہ نہیں کی اور Security Council کا ملنا اور اس کا صرف یہ کہنا کہ اس کی ایک investigation ہونی چاہیے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ناکافی چیز ہے اس سے United Nations بھی on test ہے اور اگر United Nations اس test

میں fail ہو گئی تو چھوٹی اقوام اور مظلوم اقوام یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گی کہ United Nations صرف سامراج کی پشت پناہی کرنے کے لیے ایک ادارہ ہے، اس کے علاوہ اس کا کوئی کردار نہیں ہے اور پھر مجھے یہ خدشہ بھی ہے کہ United Nations کا بھی وہی حشر ہو گا جو League of nations ہوا۔

آخر میں، میں پاکستان کے غریب اور محنت کش عوام کی طرف سے فلسطین کے عوام اور فلسطین کے اندر جدوجہد کرنے والے دوستوں کو، ساتھیوں کو پاکستان کی مکمل حمایت کا یقین دلانا چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں اس Resolution کی حمایت کرتا ہوں اور جناب رضا ربانی صاحب کی تقریر کو بھی endorse کرتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسرائیل کا قیام ہی ایک بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کی بنیاد پر ہوا۔ فلسطین کے باشندوں کی زمینیں، باغات، ان کے گھر، ان کے بچے ان سب کو قربان کر کے، ان کو ذبح کر کے ایک ناجائز حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ طاقتور مغربی ممالک کی حمایت سے اسرائیل کا قیام عمل میں آیا اور اس دن سے لے کر آج تک خواہ وہ ہمسایہ ممالک ہوں، لبنان ہو ان پر کئی بار جارحیت کی گئی۔ شام کی گولان heights اس وقت بھی اسرائیل کے قبضے میں ہیں، اردن کا علاقہ بھی تھوڑا عرصہ پہلے ہی اس نے چھوڑا ہے۔ مصر کا جو علاقہ ہے اس کو طویل عرصہ تک قبضے میں رکھنے کے بعد اس کو چھوڑا اور آج تک وہ ایک ایسے کھلنڈرے یعنی ایک بدمزاج انسان کی طرح بین الاقوامی سطح پر operate کرتا ہے جس کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کیونکہ اس کے پیچھے بڑی طاقتیں ہیں۔ مجھے یہ بات کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ اقوام متحدہ نے سوشل سیکٹر میں تو شاید کوئی کارکردگی دکھائی ہو لیکن امن قائم کرنے میں، کمزور اقوام کو انصاف دلانے میں وہ بری طرح ناکام ہوئی ہے۔ اس وقت کوئی نظام نہیں ہے کوئی ملک کسی دوسرے کے خلاف جارحیت کرے تو بڑی طاقتوں کی مرضی کے علاوہ کوئی انصاف کے لیے مقام نہیں ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ International Criminal Court بنائی گئی تو دو ممالک ایک اسرائیل اور ایک بڑی طاقت امریکہ تھا جنہوں نے کہا کہ یہ ہمارے اوپر نافذ نہیں ہو گا، ہم اس کے پابند نہیں ہوں گے۔ جب اسرائیل فلسطین کے اندر جا کر، دیوار بنا کر فلسطینیوں کو تقسیم کرنے کے لیے تیاری کر رہا تھا تو اسی عدالت میں جب یہ مسئلہ آیا تو وہاں بحث کے بعد اس عدالت

نے یہ فیصلہ دیا کہ اسرائیل بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کر رہا ہے لیکن اس دیوار کو نہیں ہٹا یا گیا۔ وہ فیصلہ موجود ہے ۔ اسی طریقے سے فلسطینیوں کے اوپر شروع سے لے کر آج تک، تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد وہ وحشیانہ جرائم کرتا ہے، ان کے مہاجرین کیمپوں کے اوپر اس نے حملے کیے ۔ صابرہ اور شتیلا کے اوپر، یہاں تک کہ چھپ چھپا کر جو لوگ یہاں بیٹھے ہوئے تھے دوسرے شمالی افریقہ کے ممالک میں وہاں جا کر بھی ان پر حملہ کیا اور وہاں ان کی قیادت کو شہید کیا گیا۔ اگر انہوں نے کسی طریقے سے پناہ حاصل کی اور کوئی پناہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوا تو یونان نے ان کو پناہ دی لیکن اسرائیل نے اس کا ناطقہ بند کرنے کی کوشش کی۔ فلسطین کی حمایت کے لیے پاکستان کی ایک بڑی لمبی تاریخ ہے ۔ انہیں انصاف ملنا چاہیے، وہ مظلوم ہیں، ان کے خلاف آئے روز جارحانہ حرکات ہوتی ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ متحدہ ہندوستان کے دوران جب پاکستان نہیں بنا تھا تو حضرت قائد اعظم نے ہمیشہ فلسطین کے لیے آواز اٹھائی۔ انہوں نے ان کے لیے فنڈ بھی قائم کیا، انہوں نے بڑی طاقتوں کو warn بھی کیا کہ اگر فلسطین کو انصاف نہ ملا یا ان کے حقوق غصب کرنے میں ان کی مدد کی تو ہندوستان کے مسلمان ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے ۔ یہ ایک مسلسل سلسلہ تھا۔ میں یہ بھی یاد کراتا چلوں history کے حوالے سے، کہ ذوالفقار علی بھٹو نے بھی یاسر عرفات کو ایک بھائی کہا تھا اور ان کی حمایت کی تھی شاید مغربی دنیا اس لحاظ سے بھی ان کی مخالف ہوئی ہو، آج ذوالفقار علی بھٹو کی پارٹی کی حکومت ہے ۔ مجھے امید تھی کہ آج پاکستان کی حکومت زیادہ زور سے اس معاملے کو اٹھائے گی لیکن میں افسوس سے کہتا ہوں کہ آج پاکستان کی حکومت نے وہ رول ادا نہیں کیا جو اس کو کرنا چاہیے تھا۔ آج آپ دیکھتے ہیں کہ ترکی نے بڑی جرأت کے ساتھ یہ Flotilla organize کیا جس کے اندر کسی کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا، مزاحمت کے لیے کوئی چیز نہیں تھی لیکن دوائیاں تھیں، خوراک تھی۔ اسرائیل نے کئی مہینے سے ان کا محاصرہ کیا ہوا ہے وہاں نہ دوائی ہے، نہ ہی علاج کا کوئی بندوبست ہے، نہ باہر سے کوئی ڈاکٹر جا سکتا ہے، نہ کوئی خوراک جا سکتی ہے۔ ان حالات میں دنیا اپنے اپنے کام میں لگی ہوئی ہے اور مغربی ممالک کی پشت پناہی کے اوپر انہوں نے اپنے جرائم کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ اسرائیل نے جو Flotilla پر حملہ کیا ہے اس سے حالات بدلیں گے ۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ turning point ہو گا کیونکہ یہ لوگ جو جا رہے تھے یہ کسی ایک ملک سے نہیں تھے۔ آپ نے آج اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ آئرلینڈ سے ایک اور ship کسی قسم کا سامان لے کر جا رہا ہے۔ باوجود یہ جاننے کے کہ وہاں وہ brutally حملہ بھی کرتے ہیں لیکن وہ دلیر لوگ ہیں، وہ انسانیت دوست لوگ ہیں۔

انہوں نے کہا کہ اگر مسلمان ملکوں کے اندر یہ جرأت نہیں ہے، ان کی حکومتوں کے اندر یہ جرأت نہیں ہے تو ہم وہاں ان کے لیے خوراک لے کر جائیں گے۔ مجھے یہ اطمینان ہے کہ اب مصر نے بھی رفاہ کا بارڈر کھولا ہے۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اگر کسی کو امداد پہنچانی ہو تو ہمارے پاس پہنچا دیں ہم اپنے بارڈر رفاہ سے امداد پہنچا دیں گے لیکن یہ کافی نہیں ہے، بے شمار ایسے ممالک ہیں جنہوں نے اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا ہوا ہے لیکن بہت سارے ایسے ممالک بھی ہیں جنہوں نے تسلیم بھی کیا ہوا ہے وہاں سفیر بھی بھیجے ہوئے ہیں، ترکی نے اپنے سفیر کو واپس بلایا ہے لیکن یہ کافی نہیں ہے۔ میں اس ایوان کے حوالے سے ان مسلمان ممالک سے یہ اپیل کرتا ہوں جنہوں نے اس کو تسلیم کیا ہوا ہے کہ اسرائیل کو recognition کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ان کے جرائم اور گناہوں کے اوپر پردہ ڈالنے کے لیے اس کو تسلیم نہ کریں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ انصاف کرنے پر مجبور ہو جائے گا لیکن اگر مسلمان ملکوں کے اندر یہ طاقت نہ ہوئی تو پھر ہم جا کر کس کو کہیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، مولانا غفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: شکریہ جناب چیئرمین۔ آج انتہائی اہم قرارداد پر گفتگو ہو رہی ہے۔ اسرائیل نے پرامن ترکی کے جہاز پر جو غزہ کے محاصرین کے لیے خوراک لے کر جا رہا تھا اس پر حملہ کیا، 20 سے زیادہ لوگوں کو شہید کیا اور 60 سے زیادہ لوگ زخمی ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسرائیل نے ایک بہت بڑی جارحیت کی ہے اور تمام مسلمہ اصولوں کو پس پشت ڈال کر نہتے لوگوں پر فائر کھولے ہیں اور انہیں قتل کیا ہے۔ یہ پہلا موقع نہیں ہے جیسے رضا ربانی صاحب فرما رہے تھے۔ صابرہ اور شتیلا کیمپوں کا ماضی میں محاصرہ کیا گیا اور اس وقت اخبارات لکھ رہے تھے کہ لوگ بھوک سے مر رہے تھے، ایک موقع ایسا بھی آیا کہ ایک بچے نے جا کر اپنی امی سے شکایت کی کہ میرا باپ مر گیا ہے۔ دوسرے بچے اس کا گوشت نوچ رہے ہیں اور مجھے نہیں چھوڑ رہے اور کیا میرا حق نہیں بنتا کہ میں اپنے باپ کا گوشت کھاؤں تو یہ پہلا موقع نہیں ہے بلکہ اسرائیل ہمیشہ اس طرح کی جارحانہ کارروائیاں کرتا رہا ہے۔ فلسطین کے مسلمان جن کی بنیادی طور پر یہ سرزمین ہے وہاں مغربی طاقتوں کے بل بوتے پر اور امریکہ کی پشت پناہی اور اس کی تائید سے ایک ناجائز ریاست کا قیام وجود میں آیا۔ یہ وہی ریاست ہے جو پوری دنیا کے امن کے لیے ناسور بنی ہوئی ہے۔ ترکی کی حکومت اور عوام کو داد دینی چاہیے کہ گزشتہ سال بھی ترکی نے وہاں کے محصورین کو غذا اور خوراک پہنچانے کے لیے اس طرح کے جہاز بھیجے، ان جہازوں کو بھی روکا گیا اور اب دوبارہ انہوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر، امن کا جھنڈا ہاتھ میں لیے یہ کوشش کی۔ اس

حوالے سے بھی میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں، ان کی سفارت کاری کو سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے چالیس ممالک کو اس بات پر قائل کیا کہ وہ ہمارے ساتھ چلیں۔ سول سوسائٹی اور media کے، 700 سے زیادہ لوگ امن کا پرچم لئے جارہے تھے۔ ان پر جس وحشیانہ انداز سے حملہ کیا گیا ہے جتنی بھی اس کی مذمت کی جائے کم ہے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ اقوام متحدہ کی جانبداری اور اس کے اپنے فرائض سے مجرمانہ غفلت یہ بھی انتہائی شرم ناک ہے اور جیسا کہ راجہ صاحب فرما رہے تھے کہ باقی معاملات میں ممکن ہے اقوام متحدہ نے کوئی کردار ادا کیا ہو لیکن امریکہ اور اسرائیل کو جس طرح سے اس نے چھوٹ دی ہے، وہ جہاں چاہے دہشت گردی کا ارتکاب کریں جس طرح چاہیں مسلمہ بین الاقوامی ضابطوں کی خلاف ورزی کریں، ان کو کھلی چھٹی ہے، ان کے خلاف کوئی انضباطی کارروائی نہیں ہو گی۔ یہ ایک سنہری موقع تھا کہ اسرائیل کی دہشت گردی کے مقابلے میں امت مسلمہ، بالخصوص مسلم ممالک بیٹھتے، سوچتے اور ایسے جارح کے خلاف مؤثر اور عملی اقدام کرتے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم امہ کو اب سوچنا پڑے گا۔ بیت المقدس ایک عرصے سے، جب سے اسرائیل کا وجود اس کرہ ارض پر ممکن ہوا ہے، ان کے قبضے میں ہے۔ مسلمانوں کو وہاں نماز پڑھنے، عبادت کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اقوام متحدہ، انسانی حقوق کے دعوے دار کیوں مجرمانہ غفلت کے مرتکب ہو رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم حکمران غفلت اور بزدلی کی جو چادر اوڑھے ہوئے ہیں، اسے پھینک کر کم از کم مسلمانوں کی حفاظت کے لیے ایک مؤثر اقدام کریں۔

جناب چیئرمین! اللہ کا فضل و کرم ہے کہ ہم آج پورے ایوان کے اتفاق سے قرارداد پاس کر رہے ہیں اور ہم ترکی اور اس کے عوام کو اس جرأت پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ پاکستان سے میڈیا کی ٹیم، طلعت حسین صاحب اور ان کے رفقاء کو بھی سلام اور خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے جس جرأت کا مظاہرہ کیا اور اپنے بھائیوں کی مدد کے لیے وہاں جانے کی کوشش کی، صعوبتیں برداشت کیں، یقیناً یہ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ میں اسرائیل اور ان کے پشت پناہوں، امریکہ اور مغربی ممالک کی مذمت کرتا ہوں۔ بہر کیف اب امت مسلمہ اور مسلم ممالک کو کسی مؤثر اقدام کے لیے سوچنا ہو گا، کوئی کردار ادا کرنا ہو گا تاکہ فلسطین کے محصور مسلمان آزادی کا سانس لے سکیں اور ان کو خوراک اور اشیائے ضرورت میسر آسکیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ اپنے ساتھیوں، جناب راجہ ظفر الحق صاحب، جناب وسیم سجاد صاحب اور مولانا عبد الغفور حیدری صاحب کے views کو endorse کرتے ہوئے، وقت کی کمی کی وجہ سے مختصر عرض کروں گا۔ بد قسمتی سے ایک مرتبہ پھر یہ واقعہ ہوا ہے کہ Freedom Flotilla ہمارے مسلمان بھائیوں کے لیے، جو غزہ میں کافی مدت سے محصور ہیں، بالکل pure humanitarian grounds پر مدد اور خوراک لے کر جا رہا تھا اور جس طرح اسرائیل نے اپنی ماضی کی تاریخ کو دہرایا، اس میں کسی کو حیرانگی نہیں ہونی چاہیے۔ اسرائیل نے وہی کیا جو وہ ماضی میں کرتا آیا ہے اور اسرائیل وہی کرے گا۔ اگر امت مسلمہ نے ہوش کے ناخن نہ لیے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ کچھ اقدام بھی ہوئے ہیں، انہیں ہمیں acknowledge کرنا چاہیے۔ مصر نے جو اپنے borders unilaterally کھولے ہیں، اسی طرح کویت نے Middle East peace process سے اپنے آپ کو withdraw کیا ہے۔ OIC کی میٹنگ ہے لیکن بد قسمتی سے، جیسا کہ دیگر مقررین نے فرمایا ہے کہ United Nations نے ایک بار پھر وہ موقع گنوا دیا کہ امن کے حوالے سے، انٹر نیشنل بروکر ہونے کے حوالے سے اس کی جو writ قائم ہونی چاہیے تھی، اس کی جو ذمہ داری تھی اس میں اس نے اپنے آپ کو دوبارہ مکمل طور پر فیل کیا۔ نیشنل سیکورٹی کونسل کی قرارداد کیسی ہے۔ یہ انکوائری کیا ہوتی ہے؟ It is a day light attack and aggression on a peaceful ship carrying 700 activists from all over the world یہ صرف خوراک اور humanitarian level کا امدادی سامان تھا۔ اس کے باوجود اتنی دلیری کے ساتھ اسرائیل نے اپنی جس تاریخ کو دہرایا ہے، میں اپنی پارٹی مسلم لیگ (ن) اور اپنی ذات کی طرف سے اس کے اس وحشیانہ اقدام کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔ اس سلسلے میں حکومت پاکستان کو جس proactive طریقے سے اپنے آپ کو engage کرنا چاہیے تھا، بد قسمتی سے حکومت پاکستان نے یہ نہیں کیا۔ عوام نے اپنا رد عمل ظاہر کیا۔ آپ نے دیکھا کہ آج پارلیمنٹ کی نیشنل سیکورٹی کمیٹی کی میٹنگ میں قرارداد پاس ہوئی۔ آپ نے House Committee میں ایک consensus resolution کا عندیہ دیا۔ حکومت پاکستان کو ایک clear message دینا چاہیے۔ اگر اسرائیل کی یہ بدمعاشی، اسرائیل کا یہ heavy handedness اور اسرائیل کی یہ انٹر نیشنل norms and law flout کرنے کا یہ وتیرہ جاری رہا تو پھر ہمیں کوئی اچھی امید نہیں رکھنی چاہیے۔ ہم ایک طرف کشمیر کی آزادی کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ اسرائیل ایک چھوٹا سا ملک ہے اور جس طریقے سے وہ اپنے

آپ کو conduct کرتا ہے، ایسے لگتا ہے کہ جیسے ساری مسلمان قوم، پوری امت مسلمہ کی اس کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اس کو کسی اصول کی پرواہ نہیں ہے۔ اس کو کسی قانون کی پرواہ نہیں ہے۔ اس کو کسی humanitarian bases یا peace کی پرواہ نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! مختلف بیانات میں، کچھ countries نے کہا ہے کہ اس کی investigation ہونی چاہیے، joint nations enquiry ہونی چاہیے، sir these are ridiculous. It is beyond any ray of doubt کہ یہ کیا ہوا ہے؟ اس ملک نے بین الاقوامی کھلی سمندری حدود میں غریبوں اور محصور لوگوں کے امدادی سامان پر دہشت گردی کی ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا، میں نے کل کچھ انٹر نیشنل رپورٹس پڑھی ہیں۔ ترکی کے میاں بیوی اور ان کا چھوٹا سا بچہ on boat تھے انہوں نے اپنی کہانی بیان کی ہے۔ اسرائیل یہ کہہ رہا ہے کہ انہوں نے ہمارے فوجیوں پر حملہ کیا ہے۔ اس نے بین الاقوامی سطح پر جواز کے لیے یہ بنیاد بنائی ہے، ہم نے اس لیے in reaction یہ کام کیا ہے۔ اس چھوٹے سے معصوم بچے کے والدین کہہ رہے ہیں کہ ہم اس لیے اس بچے کو ساتھ لے کر گئے تھے کہ وہاں لاکھوں مسلمان بچے موجود ہیں۔ جہاز میں انہوں نے جس طرح دہشت گردی کی، torture کیا اور انہوں نے الفاظ electric shocks استعمال کیے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں جہاز پر electric shocks لگائے گئے۔ ہمیں intimidate کیا گیا۔ ہمیں یہ عندیہ دیا گیا کہ اگر آپ behave نہیں کریں گے تو ہم آپ کو قتل کر دیں گے اور لوگوں کو قتل کر کے ہمیں دکھایا گیا۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ترکی مسلمان ممالک میں سے پہلا ملک تھا جس کے اسرائیل کے ساتھ diplomatic relations قائم ہوئے تھے اور آج ترکی کی جمہوری، اسلامی سوچ رکھنے والی حکومت کو میں اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ they have stood up against this terrorist state انہوں کہا کہ the words which the Prime Minister of Turkey used in the Parliament “enough is enough”, I think that unless مسلمان امت اس پالیسی سے اتفاق کرے، یہ اکٹھے ہوں اور they should tell the Israel “enough is enough” کیونکہ یہ enquiries ہوتی ہیں اور اس کے بعد رپورٹس آجاتی ہیں، nothing happens and Israel is doing this for the last six decades and no change has been seen آپ peace process دیکھ لیں، آپ جو مرضی دیکھ لیں، I do not want to go into details because of the time limitation لیکن جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ پاکستان کی حکومت اپنا فرض ادا کرے، اسلامی امہ کو mobilize کرے۔ ایک وہ وقت تھا جب Pakistan was a very proactive actor in the OIC and the Islamic Ummah ہمیں اپنا وہ فرض ادا کرنا چاہیے۔ ہمیں lobbying کرنی چاہیے، ہمیں ممالک کو اکٹھا کرنا چاہیے۔ مصر نے ایکشن لیا ہے، کویت نے لیا ہے، Turkey has taken a lead جناب والا! ہم پرزور مذمت کر رہے ہیں لیکن مذمتوں سے کام نہیں چلے گا، جناب! تاریخ بتاتی ہے کہ اس کا مقابلہ کرنا پڑے گا، اسے بزور طاقت روکنا ہو گا، unless Israel knows that there could be a unity in Islamic Ummah and they can take a practical action to stop Israel, they would never stop. They will keep doing what has happened now and in the past. Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: حاجی صاحب، اسحاق ڈار صاحب نے request کی تھی۔ انہوں نے کہیں جانا تھا، اس لیے ان کو پہلے موقع دیا تھا۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: ہمیں تو پتا نہیں تھا۔

جناب چیئرمین: میں بتا رہا ہوں، آپ دل پر مت لیا کریں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: اب بتایا ہے، اس ترتیب میں بے ترتیبی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: چھوٹی چھوٹی باتوں پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں مشکور ہوں۔ آج ایوان میں قائد ایوان نے جو متفقہ قرارداد پیش کی، اسے میری عوامی نیشنل پارٹی اور میں support کرتا ہوں۔ عوامی نیشنل پارٹی نے ہمیشہ ظلم، تشدد اور دہشت گردی کے خلاف بات کی ہے۔ آج بھی عوامی نیشنل پارٹی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ہراول دستے کا کردار ادا کر رہی ہے۔ ہمارے تقریباً ساڑھے تین سو کے قریب سیاسی قائدین، کارکن legislators دہشت گردی کے خلاف جنگ میں شہید ہوئے ہیں۔ آج وہی دہشت گردی اسرائیل نے civil society کے لوگوں کے خلاف کی ہے۔ یہ لوگ غزہ میں کافی عرصے سے محصور فلسطینی جو غذا، ادویات اور کچھ construction material کے متلاشی ہیں، جن کے تمام راستے بند کر دیئے گئے ہیں، ان کو امداد پہنچانے کے لیے جا رہے تھے۔ اس امن قافلے میں کوئی اسلحہ بردار نہیں تھا۔ یہ امن کا بیڑہ تھا، ایک امن مشن تھا جو انسانوں نے انسانوں کی مدد کے لیے بنایا، اس میں مسلم یا غیر مسلم کی تمیز نہیں تھی۔ ترکی کی secular government نے اس بیڑے کی تشکیل میں بڑا کردار ادا کیا اور تقریباً ساری مہذب دنیا کے لوگ جن کی تعداد سات سو کے قریب تھی وہ اس بیڑے میں شامل تھے۔ اسرائیل

نے بین الاقوامی سمندر میں دہشت گردی کی اور خوشی کی بات ہے کہ پوری دنیا میں اس کی مذمت کی گئی۔ طلعت حسین اور اس کے ساتھی صحافی اس میں شامل تھے۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ انہوں نے اس بیڑے میں شامل ہو کر پاکستان کے نام کو اونچا رکھا ورنہ ایسا لگتا ہے کہ اگر یہ صحافی اس میں شامل نہ ہوتے تو پاکستان کی نمائندگی نہ ہوتی، ہم ان کو بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور ساتھ ہی سمجھتے ہیں کہ جب تک دنیا میں لوگوں اور قوموں کو انصاف اور برابری کا حق نہیں ملے گا، اس قسم کے واقعات ہوتے رہیں گے۔ بڑی قومیں، چھوٹی قوموں کو، طاقتور قومیں، کمزور قوموں کو ہڑپ کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ اسرائیل کی تاریخ ایک غاصب کی ہے لیکن اس کے باوجود وہ اقوام متحدہ کا رکن ہے۔ اس لیے اس کا یہ فرض ہے کہ فلسطین کے لوگوں کو ان کے حقوق، ان کی مملکت اور ہمارا قبلہ اوّل بیت المقدس واپس کرے۔ فلسطین کے لوگ سیاسی اور عملی جدوجہد کر رہے ہیں، ظلم کے خلاف ایک جہاد کر رہے ہیں، انسانیت کے حقوق کی خاطر جہاد کر رہے ہیں، ہم ان کو support کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ ٹھیک ہے کہ اس واقعے کے فوراً بعد ترکی اور یونان نے اسرائیل، تل ابیب سے اپنے سفیر واپس بلالیے لیکن بہت سے مسلمان ممالک کے سفیر اب بھی تل ابیب میں موجود ہیں۔ OIC کا role صرف دیکھنے کا رہ گیا ہے، اس ادارے کا کوئی effective role نہیں ہے۔ بہرحال ہم اس واقعے میں شہید ہونے والے ان تمام لوگوں اور زخمیوں کو salute پیش کرتے ہیں، ان سب کو جنہوں نے انسانیت کے نام پر جماعت، مذہب اور عقیدے سے بالاتر ہو کر جدوجہد کی، salute کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں بھی امن تب ہی قائم ہو گا جب ہم عقیدوں سے آگے بڑھ کر انسانیت کے حوالے سے اپنے فرائض انجام دیں گے۔ عوامی نیشنل پارٹی ہمیشہ حق کی بات کرتی ہے اور کرتی رہے گی، ہم اسرائیل کی مذمت کرتے ہیں۔ اس واقعے کے حوالے سے بہت سے ملکوں میں زبردست احتجاج ہوا، اسرائیل کے اندر بھی انسانیت سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں نے احتجاج کیا لیکن جب ہم مسلم عرب دنیا کی طرف دیکھتے ہیں تو احتجاج کی شدت اتنی نہیں تھی، یہ سوچنے کا مقام ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ میں، عوامی نیشنل پارٹی اور ہمارے ساتھی فلسطین کے محصور لوگوں کی ہر قسم کی امداد کے لیے تیار ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ دہشت گردی چاہے ریاستی ہو یا غیر ریاستی، مذہب کے نام پر ہو یا کسی اور حوالے سے ہو، مسلمانوں کے خلاف ہو یا غیر مسلموں کے خلاف ہو، ان تمام دہشت گردیوں کو جو ہمارے ملک اور دنیا میں ہو رہی ہیں اور اسرائیل کے اس روّیے میں بھی وہ دہشت گردی شامل ہے، ہم

ان سب کی مذمت کرتے ہیں اور ان تمام مجاہدین کو salute کرتے ہیں جو اس امن بیڑے میں شامل تھے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور میں اپنے تمام ساتھیوں کے جذبات و احساسات کی تائید کرتے ہوئے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آج سینیٹ کا یہ اجتماع پاکستان کی پوری قوم کے جذبات، عزائم اور احساسات کی ترجمانی کر رہا ہے۔ جو واقعہ 31 مئی کو پیش آیا ہے، ایک طرف اس کی حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے اور دوسری طرف ہماری توجہ اس پر ہونی چاہیے کہ اس وقت کرنے کے کام کیا ہیں۔ جذبات اور solidarity کا اظہار بہت ضروری ہے اور ہم سب فلسطین کے مجاہدین کے ساتھ ہیں۔ ہم دنیا بھر کے مظلوم انسان، ان پر جہاں بھی ظلم ہو رہا ہے، ان کے ساتھ ہیں لیکن اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ اسرائیل کا قیام محض قوت، بین الاقوامی سازش، سیاست اور استعماری مقاصد حاصل کرنے اور مسلم دنیا کے قلب میں ایک ایسے وجود کو مسلط کرنا ہے جو سرطان کی طرح اس پورے جسم کو تباہ کر دے۔ یہ بات بالکل حقائق پر مبنی ہے اور ہم جب تک اس حقیقت کو نہ سمجھیں، اسرائیل کے کردار کو نہیں سمجھ سکتے۔

جناب والا! دوسری بات میں یہ کھوں گا کہ اسرائیل ایک rogue and terrorist state ہے اور terrorism اور قوت کے استعمال ہی سے وہ موجود بھی ہے۔ اس نے پورے علاقے کو terrorize کیا ہوا ہے۔ میں خاص طور پر آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اس نے پچھلے سال جو غزہ پر حملہ کیا، اس میں ڈیڑھ ہزار معصوم انسان شہید ہوئے تھے اور اس وقت سے یہ blockade نافذ کیا گیا ہے۔ دو ماہ پہلے دبئی میں fake passport پر اس کی official agency کے ذریعے حماس کے لیڈر کو قتل کیا گیا اور اب یہ واقعہ ہوا ہے، یہ ایک پوری series ہے، اس لیے ہمیں کسی خوش فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ اسرائیل کا مقابلہ جب تک حکمت اور قوت سے نہیں کیا جائے گا، ہم فلسطین کی آزادی حاصل نہیں کر سکیں گے اور القدس کو دشمن کی گرفت سے نہیں نکال سکیں گے۔ اس سلسلے میں جناب چیئرمین! ایک بڑی اہم چیز یہ ہے کہ ترکی نے یہ initiative خالصتاً امن، سلامتی اور انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ادویہ اور خوراک پہنچانے کے لیے لیا۔ چھ جہاز اس کا حصہ ہیں، جنہیں اس وقت محصور کیا گیا ہے اور سات سو افراد کو گرفتار کیا گیا ہے، 20 سے زیادہ شہید کیے جا چکے ہیں، 60 سے 100 تک

زخمی ہیں اور ان کے ساتھ جس طرح کا سلوک کیا جارہا ہے وہ torture ہے، وہ بین الاقوامی قانون کے خلاف ہے، وہ crime against humanity ہے۔ اس میں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اسرائیل کا crime against humanity, اس کا aggression, اس کی یہ war strategy, اس کے مظالم کی بھرپور مذمت کی جائے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ پوری دنیا میں اسرائیل کا صحیح چہرہ سامنے آیا ہے۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس مہم کو جاری رکھا جائے۔

جناب والا! دوسری بات، میں تائید کرتا ہوں کہ International Criminal Court میں مسلمان ممالک اسرائیل کے مسئلے کو لے کر جائیں تاکہ کم ازکم دنیا میں جو بھی قانونی ادارے موجود ہیں، ان میں ہم اپنی بات کو پہنچا سکیں۔

تیسری چیز سیکورٹی کونسل اور جنرل اسمبلی ہے۔ بلاشبہ اقوام متحدہ کوئی مؤثر ادارہ نہیں ہے لیکن اس کے باوجود وہ بڑا اہم forum ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کو یاد دلاؤں گا کہ جنرل اسمبلی نے 50 سے زیادہ قراردادیں اسرائیل کے خلاف pass کی ہیں اور سیکورٹی کونسل میں بھی 40 سے زیادہ قراردادیں امریکہ نے veto کی ہیں۔ آج بھی امریکہ کے اداریے ہمیں توجمہوریت اور human rights کا درس دیتے ہیں ، کیری لوگر بل میں پاکستان، پاکستان کی افواج اور پاکستان کی ایجنسیوں کا نام لکھ کر charge sheet کیا جاتا ہے۔ اس وقت جو فیصل شہزاد کا ڈرامہ رچایا گیا ہے، اس کی بنیاد پر کس طرح پاکستان پر pressure ڈالا جارہا ہے، یلغار کی جا رہی ہے، core testing ہو گئی ہے اور plan بنایا جا رہا ہے کہ پاکستان پر حملہ کیا جائے لیکن اسرائیل کیا کر رہا ہے اس پر امریکہ خاموش ہے۔ اسے یہ توفیق بھی نہیں ہوئی کہ صرف condemn ہی کر دے۔

جناب والا! یہ تضادات ہمارے سامنے ہیں اور اس کی روشنی میں ہمارا فرض ہے کہ ہم امریکہ کو بھی expose کریں اور اسرائیل کو بھی expose کریں۔ اگلی بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بات ختم نہیں ہوئی۔ آئرلینڈ نے ایک جہاز اسی قسم کی امداد کا بھیجا ہے اور کل ترکی نے اعلان کیا ہے کہ ہم دو مزید جہاز بھیج رہے ہیں اور یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم معاملہ ہے اور میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ پاکستان کو ترکی کے ساتھ اس میں شریک ہونا چاہیے، ہمیں بھی یہاں سے جہاز بھیجنا چاہیے، ہمیں بھی ان کے لیے امداد بھیجنی چاہیے، ہمارے صحافی، ہمارے سیاستدان، ہماری قیادت، ہمارے volunteers بھی جائیں، ہم ترکی کے ساتھ مل کر یہ کام کریں، جو قربانی بھی دینی پڑے وہ دی جائے لیکن یہ وقت ہے کہ ہم پوری عالمی سطح پر ایک نئی تحریک اٹھا سکتے

ہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ فلسطین کا مسئلہ حل ہو، فلسطین کا مسئلہ حق خودارادیت کی بنیاد پر حل ہو، فلسطین کا مسئلہ ان اصولوں کی بنیاد پر حل ہو جن پر عمل کیے بغیر علاقے میں اور دنیا میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے اور میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ محض زبانی جمع خرچ نہیں بلکہ یہ وقت عمل کا ہے، یہ وقت initiative لینے کا ہے اس کو ضائع نہ ہونے دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی حاصل بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب چیئرمین! بہت شکریہ کہ آپ نے اس اہم مسئلہ پر بولنے کی اجازت دی۔ جو resolution پیش کیا گیا ہے میں اپنی طرف سے اور اپنی نیشنل پارٹی کی طرف اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ جہاں تک اس مخصوص واقعہ کا تعلق ہے، نہتے فلسطینوں پر یا وہاں امداد لے جانے والے جہاز پر جس طرح حملہ کیا گیا یہ ایک کھلی غنڈہ گردی اور بدمعاشی ہے۔ اس سے بڑی بدمعاشی یہ ہے کہ فلسطینیوں کے لیے خوراک کی ترسیل کو روک دیا گیا ہے، پورے غزہ کو siege کیا گیا ہے، اسرائیل کے لیے یہ غنڈہ گردی اور بدمعاشی کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ اپنے وجود میں آنے سے لے کر آج تک اس کا وتیرہ یہ ہی رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سویت یونین کے collapse ہونے کے بعد اسرائیل اور اس کے اتحادی زیادہ شدت اور طاقت کے ساتھ پورے Arab world کو challenge کر رہے ہیں۔

جہاں تک قرارداد مذمت کا تعلق ہے تو وہ پوری دنیا میں ہو رہا ہے۔ دنیا میں کئی ایسے Houses ہوں گے جہاں اس قسم کے resolutions pass ہو رہے ہیں۔ میں آج ان ممالک سے پوچھتا ہوں کہ جو اپنے آپ کو مسلم دنیا کا نمائندہ حکومت کہتے ہیں، جو اپنے آپ کو اسلامی ریاست کہتے ہیں، جو اپنے آپ کو مسلم امہ کا نمائندہ کہتے ہیں، آج میرا ان سے سوال ہے کہ آپ کی آنکھیں کب کھلیں گی؟ جناب چیئرمین! شتیلا اور صابرہ پر صرف practically siege نہیں کیا گیا، ٹینکوں کے ذریعے پورے شتیلا اور صابرہ پر بمباری کی گئی، ٹینک ان کیمپوں میں گھس کر فلسطینیوں کو روندتے رہے مگر ہماری مسلم امہ، جس میں پتا نہیں کتنے ممالک کے صدور ہیں یا شیوخ ہیں، ان کے کانوں میں آواز تک نہیں گئی۔ آج ایک بار پھر اسرائیل نے، جو اپنے آپ کو اسلامی ممالک کے حکمران کہتے ہیں، ان کو challenge کیا ہے، شرم کی بات ہے، it is shame for these people جو اپنے آپ کو اسلامی ممالک کے حکمران کہتے ہیں۔ جناب چیئرمین! مجھے وہ دن یاد ہے کہ جب میں یورپ کے ایک ملک میں تھا کہ جس وقت یاسر عرفات کی death ہوئی۔ تمام western media, چاہے وہ BBC تھا

یا CNN تھا، کسی نے یہ نہیں کہا کہ یاسر عرفات کی death ہو گئی ہے بلکہ یہ کہا جا رہا تھا کہ یاسر عرفات کی بیوی اور اس نے مل کر corruption کی ہے، وہ کتنا پیسا ہے۔ آج west کا اور امریکہ کا double face بالکل واضح ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اسلامی حکمرانوں میں ، امریکہ کے رویے میں اور west کے رویہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ میں ان شیوخ کو، چاہے وہ عرب ہوں یا دوسرے اسلامی ممالک کے ہوں، اسرائیلیوں کو اور امریکہ کو ایک ترازو میں تولوں گا۔

مجھے کلنٹن کی وہ statement یاد ہے، کہ اس نے کہا کہ جب اسرائیلی وزیر کی یہ اطلاع آتی ہے کہ میں واشنگٹن آرہا ہوں تو میں اس کا انتظار اس طرح کرتا ہوں جیسے ایک بچہ کھلونے کا انتظار کرتا ہے۔ ہمیں اندازہ ہو جانا چاہیے۔ یہ ڈھکوسلا بند کریں، دنیا کو دنیا رہنے دیں۔ اب اسلامی امہ، اسلامک کانفرنس، OIC کا ڈرامہ ختم ہونا چاہیے۔ فلسطینی اپنی جنگ خود لڑیں گے اور خود لڑ رہے ہیں۔ پورے فلسطین کو siege کیا گیا، یہاں تک کہ آخر میں صرف ایک کمرہ یاسر عرفات کا رہ گیا تھا کہ جس میں اسرائیلی نہیں گھسے، باقی تمام جگھوں پر انہوں نے ٹینکوں اور ہیلی کاپٹروں سے بمباری کی مگر کسی عرب اور مسلمان حکمران نے آواز تک نہیں اٹھائی۔ کیا آج یہ جو واقعہ ہوا ہے آپ کے خیال میں اس سے کوئی فرق پڑے گا؟ کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آج کوئی امریکہ پر دباؤ ڈالنے کے لئے تیار ہے؟ میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی ایک مسلمان سربراہ اٹھ کر کہے کہ میں آج اپنے تعلقات امریکہ سے ختم کرسکتا ہوں، نہیں کوئی نہیں کرسکتا۔ سیدھی سی بات ہے آج اسرائیل امریکہ اور ویسٹ کا بھیدی ہے اسی لئے آپ اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ اسلامی ممالک کے حکمران سارا دن چیختے رہتے ہیں مگر دیکھتے امریکہ کی طرف ہیں۔ بہرحال میں اس موقع پر ان تمام لوگوں کو جو امداد لے کر جا رہے تھے، جنہوں نے جرأت کا مظاہرہ کیا، خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں طلعت حسین اور اس کی ٹیم کے تمام بھائیوں کو اسی لئے خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان کی جرأت اور ہمت سے ہمیں بھی آٹے کی ایک ناک مل گئی ہے ورنہ ہم بھی تقریریں ہی کرتے اور اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کرسکتے تھے۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا تھا کہ سارے اسلامی ممالک یہ اعلان کرتے کہ ہم سب دس دس شپ بھیج رہے ہیں آؤ ان کو مارو کسی کی جرأت تھی کہ مارسکتا۔ کیا یہ سارے ممالک ایک ایک شپ نہیں بھیج سکتے۔ ان کے ذہنوں کے اندر بے حسی ، ڈر اور خوف ہے اور مجھے یہ اپنے اندر چور لوگ لگتے ہیں۔ اسی لئے جب آپ اپنے اندر سے ٹوٹے ہوئے ہوں اور تکلیف میں ہوں تو آپ کسی کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ OIC ہو یا دوسری conferences ہوں ان میں اتنی جرأت ہی نہیں ہے کہ وہ اپنا سر اٹھا کر کھڑے ہوں۔ بہرحال ہم اپنے طور پر اس واقعہ کی

مذمت کرتے ہیں اور اس میں شامل تمام لوگوں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ہمارا یہی مطالبہ ہے کہ اگر آپ لوگ اپنے آپ کو اسلامی مملکت کہتے ہو تو سب ایک ساتھ پانچ پانچ شپ کا اعلان کرو کہ یہ غزہ جا رہے ہیں تو میں دیکھتا ہوں کہ ان کو کون روک سکتا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: ڈپٹی چیئرمین صاحب۔ آپ بولیں گے۔

سینیٹر جان محمد خان جمالی (جناب ڈپٹی چیئرمین): شکریہ جناب چیئرمین! مجھ سے پہلے بہت ہی مفصل تقریریں ہوئی ہیں، میں ان کو دہرانا نہیں چاہتا لیکن کچھ حقیقتیں میں بتانا چاہتا ہوں۔ یہ مسئلہ 1914 سے شروع ہوا تھا Balfour declaration کے حوالے سے۔ چھیانوے سال ہوگئے ہیں جب یہودیوں کو موجودہ فلسطین کے علاقے میں بسایا گیا اور جب مغرب نے 1948 میں زور بازو سے ان کی آزاد مملکت بنائی تو وہ دن اور آج کا دن نہ دنیا چین سے ہے اور نہ ہی مسلمان چین سے ہیں۔ میں باتوں کو دوبارہ دہرانا نہیں چاہتا کیونکہ برادر راجہ ظفرالحق، مولانا حیدری صاحب، پروفیسر خورشید اور حاجی عدیل صاحب نے بہت تفصیل سے بات کی ہے۔ حاصل خان نے وہ کچھ کہہ دیا جو میں کہنا چاہتا تھا۔ یہ ملک دنیاوی طور پر ہماری زندگیوں میں تو کنٹرول میں نہیں آنے لگا۔ اس کی back پر سب سے زورآور ملک ہے جو ہماری بھی ضرورت ہے۔ اسرائیل عرب جنگ کے بعد 1973 میں پاکستان نے تھوڑی بہت جرأت کی تھی اور ذوالفقار علی بھٹو صاحب مرحوم کے وزیراعظم ہوتے ہوئے یہاں کانفرنس بلائی گئی oil embargo اس وقت پہلی دفعہ استعمال ہوا اور امریکہ میں گاڑیوں کی لائینیں لگ گئیں۔ وہ credit جاتا ہے سعودی عرب کے شاہ فیصل کو لیکن تاریخ اس چیز کی گواہ ہے کہ ملک فیصل کے ساتھ کیا ہوا، ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ کیا ہوا، یہ تاریخی حقیقتیں ہیں اور ہمیں یہ بھولنی نہیں چاہییں۔

جناب چیئرمین! ساری باتیں ایک طرف میں پرزور طریقے سے اس واقعے کی مذمت کرتا ہوں اور دوسری طرف سلام کرتا ہوں ترکی کو کہ انہوں نے ایک مسلمان ملک ہوتے ہوئے ایک initiative لیا جس کو کہتے ہیں کہ وہ بہت زیادہ امریکہ نواز رہا۔ وہ اب یورپین یونین کا رکن بننا چاہتا ہے لیکن اس نے یہ قدم اٹھایا۔ میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں وہاں ایک Modern Islamic Party کی حکومت ہے اور مجھے morbid thought حوالے سے خوشی اس بات کی ہوئی ہے کہ ہمارا فارن آفس بھی حرارت میں تھا، وزیرداخلہ صاحب بھی انٹرپول تک بھاگ دوڑ کر رہے تھے کیونکہ ہمارے چوتھے ستون میڈیا کے دوست hostage بنے ہوئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے یہ دوست hostage نہ ہوتے تو نہ اتنی حرکت نظر آتی اور نہ حرارت نظر آتی ہمارے فارن آفس میں اور وزارت

داخلہ میں کیونکہ پھر میڈیا نے تو مشکل میں ڈال دینا تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے جو ہمیں ماننی پڑے گی۔ یہ چیز ذہن نشین ہو کہ پہلی دفعہ ہم نے ایک قدم بڑھایا ہے۔ آئیے اور کسی کی نہیں تو ترکی کی ہی تقلید کریں اور میں نہیں چاہتا کہ ہمارے طلعت حسین کی طرح اور اینکر پرسن ایسے معاملوں میں پھنس جائیں لیکن اگر پھنسیں گے، اگر اس چوتھے ستون کے دوست پھنسیں گے تو ہماری حکومت حرارت دکھائے گی اور ہمارے ایوان حرارت میں آئیں گے اور پھر یہ reality ایوان بن جائیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے آج اس اہم مسئلے پر مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں اپنی اور اپنی پارٹی پختونخوا ملی عوامی پارٹی کی طرف سے اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ جناب والا، اسرائیل کے بارے میں محترم اراکین نے تفصیلات دیں کہ اس کی تشکیل کیسے ہوئی اور وہ کیسے وجود میں آیا۔ یہودی پہلے دن سے ہی تشدد اور عالمی سازشوں کے ذریعے ایک قوت بنے اور انہوں نے اپنے لئے ایک ریاستی شکل اختیار کی اور یہ پھر وہی طریقہ کار تشدد اور سازشیں، اس کے لئے ہر وقت پلان بنانا اور یہی طریقہ وہ مسلسل اختیار کرتے رہے ہیں۔ جناب والا، ایک stage تھی کہ دنیا کی طاقت کا توازن ذرا تبدیل تھا، جب سویت یونین تھا تو اس وقت یہ قوتیں، اسرائیل یا ان کے دوسرے اتحادیوں کو پکڑا جاسکتا تھا۔ اگر آپ اس وقت کا نقشہ ذرا دیکھیں کہ ایسی قوتیں عالمی طور پر جمع ہوئیں کہ وہ اس قسم کے ہر ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے خواہ وہ عام زندگی میں ہوں خواہ وہ regional basis پر ہوں اور خواہ عالمی سطح پر ہوں باقاعدہ وہاں ان کی سیاسی، معاشی اور سیاسی قوتوں نے اسرائیل کو گھیرا ہوا تھا۔ انہوں نے فلسطین کے لئے راستہ نکالنے کی جدوجہد کی تھی لیکن ایک مرحلہ آیا اور یہ مرحلہ ضیاء الحق کے زمانے میں تھا۔ جناب والا، اس مرحلے میں ایسا توازن بنایا گیا کہ آج مجموعی طور پر ظالم، سامراجی، استعماری قوتیں اس پوزیشن میں آگئیں کہ اب فلسطین کو پوری طرح سیاسی محاذ پر، سفارتی محاذ پر، جنگ کے محاذ پر حمایت حاصل نہیں ہے۔ آج بمشکل ایک اچھی بات ہوئی کہ ترکی نے یہ طریقہ نکالا کہ غزہ پر محاصرہ ہے، لوگوں کو عام کھانے پینے کی چیزیں اور ادویات نہیں مل رہیں، یہ کمزور ترین عمل ہے ترکی کا کہ امن کا وہ کارواں وہاں گیا لیکن اس کے خلاف بھی انہوں نے تشدد کیا، بد ترین تشدد کیا اور آج وہاں لوگ مارے بھی گئے اور اس کے علاوہ مجموعی طور پر فلسطین آپ کے سامنے ہے کہ اس کی کیا حالت ہے۔ بیت المقدس کی کیا پوزیشن ہے۔ جناب والا! اس حوالے سے ہمیں دیکھنا چاہیے۔ ہم یہ request کرتے ہیں

دنیا کے جمہوری لوگوں سے اور ان سے جو انسانیت کی کچھ بھی حمایت کرتے ہیں کہ وہ مجموعی طور پر ایک دوسرے کی مدد کریں اور اس مدد کے نتیجے میں اس ناروا محاصرے کو ختم کرائیں۔ فلسطینی عوام کو مشکلات سے نجات دلانے کے لیے ہم تمام دنیا کے جمہوری اور انسانیت دوست لوگوں سے، خواہ وہ جہاں بھی ہیں، ان سے request کرتے ہیں کہ وہ اس پر صحیح معنوں میں ایک قوت بنائیں اور وہ ایسا عمل کریں۔ اسرائیل کی تمام ناروا طاقت کے باوجود، آج حالات ایسے ہیں کہ اسرائیل کو یہ ماننا پڑے گا کہ فلسطین کی آزاد ریاست ہو گی۔ اس کے لیے ان قوتوں کی، جو بھی عالمی سطح پر ہیں، خواہ وہ state کی حیثیت سے ہیں، خواہ وہ civil society کی حیثیت سے ہیں، وہ سب مل کر فلسطین کو نجات بھی دلائیں اور مجموعی طور پر ظلم کا خاتمہ کریں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ اسرائیلی ریاستی دہشت گردی تقریباً تمام بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی اور ان کا مذاق اڑانے کے عمل کی ترجمانی کرتا ہے۔ جب فاضل اراکین اس ایوان میں اس کی مذمت کررہے تھے تو میں سوچ رہا تھا کہ ستاون مسلمان ممالک اور ڈیڑھ ارب کے قریب لوگوں پر مشتمل ایک محکوم مسلمان قوم، چند ملین پر مشتمل اسرائیل کا کیا کرسکتے ہیں؟ آج اس دہشت گرد نے یہ ثابت کردیا ہے کہ اس نے تاریخ سے سبق سیکھا ہے۔ دوسری جنگِ عظیم میں اپنی تباہی کے بعد اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ دنیا کی سب سے بڑی سیاسی اور معاشی طاقت پر، اس کی سیاست اور اس کی معیشت پر قبضہ کیا۔ آج میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ 342 House of Representatives کانگریس کے اراکین، اسرائیل کے خلاف ایک بات تک نہیں کرسکتے اگر انہوں نے اسمبلی کے اندر، کانگریس کے اندر elect ہونا ہے۔ یہی حال وہاں کے 100 اراکینِ سینیٹ کا ہے۔ حیرت ہو رہی ہے کہ آج ڈیڑھ ارب محکوم مسلمان جن کی بنیادی اساس قرآن کے ان الفاظ پر ہونی چاہیے تھی کہ اپنی قوت کے ساتھ تم نے دشمن پر خوف پیدا کرنا ہے، آج بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح، بے سروسامانی کی حالت میں، اتنی بڑی قوت ہونے کے باوجود، سوائے محکومی کی تصویر کے کچھ بھی نہیں پیش کرتے۔

جناب چیئرمین! مجھے تو ڈر لگتا ہے کہ کہیں ایوان کے فاضل اراکین کی آواز ہمارے ایوانِ صدر اور ایوانِ وزیرِ اعظم تک نہ پہنچ جائے، اس لیے کہ ان بے چاروں کے پاؤں تلے سے زمین سرک جائے گی کہ آج ہم اسرائیل اور امریکہ کی اس قرارداد کے ذریعے مذمت کررہے ہیں۔ مجھے اس واقعے سے

متعلق اور اپنی حالت زار پر ایک شعر یاد آرہا ہے، حالانکہ آج کی اس سنجیدہ قرارداد کے حساب سے یہ بحث اس بات کی اجازت نہیں دیتی لیکن پھر بھی کہہ دیتا ہوں کہ:

خواب سے بیدار ہوتا ہے جب ذرا محکوم اگر
پھر سلادیتی ہے اس کو حکمران کی ساحری

آج ہم اور پاکستان کی حکومت امریکہ کو منہ کھول کر جو اپنے ally کہہ رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر غیرت کا مقام ہے تو جناب اوبامہ کی یکم دسمبر 2009 کی West Point پر جو تقریر تھی، پاکستانی عوام اور پاکستانی حکومت کے لیے، وہ تقریر اور اس کے اقتباسات آنکھ کھولنے کے لیے کافی ہیں۔ اگر اس پر بھی ہمیں یقین نہیں آتا تو پھر اس قسم کے واقعات ہوتے رہیں گے۔ ان ایوانوں میں مذمتیں ہوتی رہیں گی اور اسرائیل اپنی پوری might is right کے تحت، اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کو پامال کرتا رہے گا۔ مسلمانوں کی عظمت کو پامال کرتا رہے گا۔ یقین جانیے چیئرمین صاحب! کل پرسوں جب میں یونیورسٹی میں اپنے بچوں سے خطاب کررہا تھا تو میرے آنسو نکل آئے۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں، اس قائدِ اعظم کے نیچے جو آپ بیٹھے ہوئے ہیں، کہ میرے مولا، امریکہ، اسرائیل اور بھارت کی دہشت گردی سے میرے اس ملک کو بچا۔ میرے مولا آج دین کی جو رسوائی ہورہی ہے، اے اللہ اپنے دین کی پاسداری کے لیے کوئی ایسا حکمران پیدا کردے، امیرالمومنین کا ایسا غلام پیدا کردے، اس پوری ملتِ اسلامیہ کو ایک کرکے، اسلام کی سربلندی کے لیے سربکفن ہو۔ واخر دعونا ان الحمدﷲ رب العالمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ طارق عظیم صاحب۔

سینیٹر طارق عظیم خان: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ اسرائیل نے Mavi Marmara پر open دہشت گردی کا جو مظاہرہ کیا، میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم دہشت گردی کو define کرتے ہیں تو there should be no apartheid اگر کوئی individual دہشت گردی میں حصہ لیتا ہے یا state terrorism ہے تو اس میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ہمارا ایک پاکستانی، فیصل شہزاد Times Square میں پکڑا جاتا ہے اور اس پر الزام لگتا ہے کہ یہ دہشت گردی کرنے جارہا تھا اور ہمیں threat کیا جاتا ہے کہ اگر دوبارہ اس قسم کا کوئی واقعہ ہوا تو پاکستان پر attack out of order نہیں ہوگا۔ کیا آج ہم ایسا کوئی رویہ امریکہ سے expect کرسکتے ہیں کہ اگر دوبارہ اسرائیل نے open seas میں اس قسم کی دہشت گردی کی تو ہم اس کو tolerate نہیں کریں گے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے

کہ یہ صرف ایک expectation ہی رہے گی، اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ افسوس سے یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ کچھ ہمارا اپنا رویہ بھی، مسلم امہ کی جو بات ہو رہی ہے، وہ بھی ہمیں زیادہ hope نہیں دیتا۔ OIC کی بات ہوئی تو OIC کو بھی Oh! I see کے حوالے سے دیکھنا چاہیے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ Oh! I see کے بجائے Oh! I do بن جائے اور کچھ کر کے بھی دکھائے۔

مجھے بڑی خوشی ہوئی اور بڑا اچھا لگا، میں Turkish قوم کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں آپ کو بتاتا چلوں کہ ایک عرب نے الجزیرہ کو ایک message بھیجا کہ today I wish I was not an Arab and I was Turkish. یعنی کہ مجھے افسوس ہے کہ میں عرب ہوتے ہوئے کچھ نہیں کر رہا اور ترک عوام یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ ترکی کے وزیر اعظم نے South America کا اپنا visit cut short کیا، واپس آئے اور جو speech انہوں نے کی، وہ آپ سب نے سنی۔ ترکی کے وزیرِ خارجہ جاتے ہیں United Nations میں اور وہاں پر Security Council کا اجلاس طلب کیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری طرف سے، کچھ individual efforts ضرور رحمٰن ملک صاحب نے کیں، لیکن حکومت کی طرف سے، ہمارا جو رویہ تھا یا ہماری طرف سے جو reaction تھا وہ بہت ہی lukewarm تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ جس بہادری سے اور جس طریقے سے طلعت حسین صاحب اور ان کے دو ساتھیوں نے اس اسرائیلی جارحیت کو face کیا، اس کے لیے وہ خراجِ تحسین کے مستحق ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جلد، تین چار گھنٹے میں جب وہ واپس پہنچیں گے تو ان کا اچھے طریقے سے استقبال کیا جائے گا۔ جناب! میں آپ کی وساطت سے recommend کرتا ہوں، ہم ویسے تو یہ اعزازات، نشانِ حیدر اور نشانِ امتیاز dish out کرتے رہتے ہیں، بہت آسانی سے distribute کر چکے ہیں، تو ان بہادر لوگوں کو بھی نشانِ امتیاز قسم کا award دیا جائے جن لوگوں نے پاکستان کا اور بالخصوص پاکستانی صحافت کا نام روشن کیا۔

جناب! ہماری طرف سے بھی کوشش جاری رہنی چاہیے جب تک کہ غزہ کا محاصرہ ختم نہیں کیا جاتا، وہاں پر پندرہ لاکھ فلسطینی عوام پر siege کو نہیں اٹھا لیا جاتا۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اگر آپ دیکھیں تو Gaza Strip کا کافی border Egypt کے ساتھ بھی لگتا ہے اور افسوس کی بات ہے کہ Egypt نے بھی کسی کے کہنے پر وہ سرحد seal کی ہوئی ہے۔ Least we can do is, at least, we can ask our Muslim brothers کہ کم سے کم اس چیز کو تو اٹھائیں، ان کا جو

Southern border ہے وہاں سے ان پندرہ لاکھ پھنسے ہوئے فلسطینیوں کو aid بھیجی جا سکے۔ مولانا حیدری صاحب اور میرے دوسرے بھائیوں نے ترک قوم کو سلام پیش کیا ہے، میں اپنی طرف سے اور اس ایوان کی طرف سے بھی ترک قوم کو سلام پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ پاکستانی قوم اس siege کو ختم کرنے میں اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: صابر بلوچ صاحب۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب چیئرمین! میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے اس resolution کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ Zionism کے خلاف پیپلز پارٹی اور شہید ذوالفقار علی بھٹو نے ہمیشہ انقلابی کردار ادا کیا ہے۔ آج بھی فلسطینی عوام اور فلسطینی leadership ذوالفقار علی بھٹو کے ان انقلابی اقدامات کو یاد کرتی ہے اور انہیں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید صاحبہ نے پیپلز پارٹی کی اس policy کو اپنی حکومت کے ادوار میں جاری رکھا۔ جناب والا! 1974 میں اسلامی ممالک کی سربراہی کانفرنس کا انعقاد پیپلز پارٹی کا انقلابی اقدام تھا۔ اس کانفرنس میں فلسطینی عوام کے ساتھ solidarity کا اعلان کیا گیا، فلسطین کے حق میں قراردادیں منظور کی گئیں، وہیں سے ایک جنگ کا آغاز ہوا۔ جناب والا! میں تاریخ کو پھر سے دہرانے کے ساتھ یہ بات کہوں گا کہ ان شہیدوں نے جو اقدامات اٹھائے، جو solidarity فلسطینی عوام اور فلسطینی leadership کے ساتھ کی تھی on the other hand بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے اور ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں کہ جنرل ضیا الحق نے فلسطین میں فلسطینیوں کا قتل عام کرایا۔ اس کی absence میں فلسطینی عدالت نے اسے سزائے موت کی سزا سنائی تھی۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کو ہم بھلا نہیں سکتے اور جس کے لیے ہم شرمندہ ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ پیپلز پارٹی نے اور پیپلز پارٹی کی leadership نے وہ اقدامات کیے کہ پاکستانی ان تمام الزامات سے بری ہوگئے۔

جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر یہ کہا گیا کہ موجودہ حکومت نے شاید اس واقعے پر جو رونما ہوا ہے effective role ادا نہیں کیا ہے۔ ایسا نہیں ہے، طلعت حسین اور ان کے ساتھ جو پاکستانی پکڑے گئے تھے اس کے لیے میں صدر پاکستان اور وزیراعظم پاکستان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ان کے لیے فوری اقدامات کیے اور وزارت خارجہ کے ذریعے اس معاملے کو انتہائی تندہی اور efficiency کے ساتھ حل کیا۔ انہوں نے Dubai and Jordan میں اپنے سفیروں کو کہا

کہ ان لوگوں کے لیے تمام ممکن اقدامات کریں۔ میں صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے فوری اقدامات کیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مولانا شیرانی صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! یہ تو مسلمہ بات ہے کہ میں اس متفقہ قرارداد مذمت کی اپنی جانب سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے تائید بھی کرتا ہوں اور تحسین بھی پیش کرتا ہوں۔ اسی طرح Turkish government اور عوام خراج تحسین کے مستحق ہیں اور ممکن ہے کہ شاید ان کے ذریعے تاریخ اپنے آپ کو دوبارہ دہرائے۔ جہاں تک اسرائیل کا تعلق ہے اور اس کے بارے میں ساتھیوں نے جو اظہار خیال کیا ہے وہ تو ہے لیکن مستبد قوتوں کے تسلط کے لیے، ہمیشہ جو سیاسی بنیاد ہوتی ہے وہ دلیل ہوتی ہے اور وہ خوف بھی ہوتا ہے، یا تو معاشی افراتفری پیدا کرنے سے قوموں کو اخلاقی گراوٹ میں مبتلا کرتے ہیں یا پھر موت کا ڈر مسلط کرنے سے اپنے اقتدار اور بالادستی کو برقرار رکھا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر نچلی سطح کی مستبد قوتوں کو دیکھا جائے تو وہ بھی یہی طریقہ اختیار کرتی ہیں کہ مختلف بستیوں میں یا مختلف علاقوں میں ان کے اپنے گماشتے ہوتے ہیں، جن کی پشت پر ان کا تعاون ہوتا ہے اور اس علاقے یا بستی میں ان گماشتوں کے ذریعے سے گڑبڑ پھیلائی جاتی ہے۔ میں تو مخالف قوت سے نہ کوئی شکایت کروں گا اور نہ کوئی گلہ کروں گا، شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ

من از بیگانہ گان ہر گز نہ لالم
کہ بمع ہر چا کرآں آشنا کرد

مسلم امت ایک public ہے اور ایک اس کے اقتدار کی مالک ہے، public ہمیشہ سے اسلام کی جانبدار، ہمت اور جرأت کا نشان رہتی ہے لیکن امت مسلمہ کو آج کی دنیا میں جتنی بھی مشکل ہے وہ اپنی صاحب اقتدار قوتوں کی جانب سے ہے۔ وہ ہمارے ہاں آکر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ایمان اور امت کے دشمنوں کے پاس جا کر دوستی کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ نہ ان کے دوست ہیں نہ ان کا ایمان سے کوئی واسطہ ہے۔ وہ ڈالر اور اقتدار کے بھوکے ہیں اور ان کی وجہ سے امت مسلمہ مشکل میں مبتلا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم دور جانے کے بجائے ہمارے اندر کی جو مشکلات ہیں ان پر توجہ دیں۔ آج میں آپ کی وساطت سے اور اس پورے ایوان کی وساطت سے یہ جاننا چاہوں گا کہ اس ملک میں انسداد دہشت گردی کے نام سے جو عمل شروع ہوا ہے، کوئی اتنا حساب تو دے کہ جب دہشت گردی تھی اور پھر وہ مجبور ہوئے کہ اس کا راستہ روکیں تو جب دہشت گردی تھی تو اس وقت کتنا خون بہہ رہا تھا، کتنی آبادیاں اجڑ رہی تھیں، کتنی

مساجد اور مدارس پر بمباری ہو رہی تھی، کتنے اسکولوں اور ہسپتالوں پر بمباری ہو رہی تھی، کتنے پل اڑ رہے تھے کہ پھر وہ مجبور ہوئے کہ اس فتنے اور فساد کا راستہ روکا جائے۔ آج جب انسداد کا عمل شروع ہوا ہے تو اس میں کتنی کمی آئی ہے؟ اگر ہم نام خوبصورت رکھیں اور کام انتہائی بد صورت کریں کہ نام انسداد دہشت گردی کا ہو اور کام فروغ دہشت گردی کا ہو تو پھر ہمیں دنیا سے کیا گلہ ہے۔ لہذا میں اس ایوان اور آپ کی توجہ، پوری حکومت اور اقتدار کے مالک لوگوں کی توجہ اس جانب کرواؤں گا کہ ہمیں باہر کے دشمن سے کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ کیا یہ توپیں جو ہم پر چل رہی ہیں اور جو گولیاں ہم پر چل رہی ہیں کیا یہ بھی کبھی بند ہوں گی؟ یہاں پر ہمارے اوپر تو امریکہ گولیاں نہیں چلا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان حقائق کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہم کرائے پر چلتے ہیں اور اپنے لوگوں کا خون کرائے پر بہار رہے ہیں۔ میرے ساتھ اپنے ملک کے لوگ شریک ہیں، میں ان کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں، وہ میرے ساتھ اس ملک کی کشتی میں سوار ہیں اگر وہ میرے خون کا کرایہ لیتے ہیں تو پھر میں دشمن سے گلہ کروں یا اپنے کرایہ لینے والے سے گلہ کروں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ پیرزادہ صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چیئرمین صاحب، میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع عطا فرمایا۔ آج پاکستان کے ایوان بالامیں international قسم کی اس سخت ترین دہشت گردی کے بارے میں قرارداد مذمت پیش ہوئی اور اس پر موقر ممبران نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور بہت اچھا کیا، اتنا کیا کہ اس کے بعد ضرورت تو نہیں ہے کہ مزید تفصیلات بیان کی جائیں۔ ہماری جماعت، ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین بھائی نے فوراً ہی اس بارے میں مذمتی بیان دیا اور رابطہ کمیٹی نے بھی بیان دیا، کراچی اور انگلینڈ میں بھی۔ میں بھی اس کی پرزور مذمت کرتا ہوں لیکن یہ کیا ہوا، کیسے ہوا، کب ہوا، کہاں ہوا، کیوں ہوا؟ یہ سارے مسائل ہیں جن پر ہم بات کر رہے ہیں لیکن کیا آئندہ بھی ایسے ہی ہوتا رہے گا؟ یہ مسئلہ ہے۔ اس کی مذمت کی جا رہی ہے، اس پر جتنے بھاری بھر کم جملے بولے جائیں، جتنی بھی فصاحت و بلاغت سے کلمات استعمال کیے جائیں، کیا جملوں اور کلمات سے امت مسلمہ کا کوئی کام بن جائے گا؟ غزہ میں آج وہی حالت ہے جیسے مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصار کر لیا تھا، ان کی روٹی اور پانی بند کر دیا تھا اور سب کچھ کر دیا تھا۔ آج کئی مسلمان ملکوں میں اور خاص طور پر غزہ میں ایسے حالات ہو رہے ہیں۔ اس وقت جو موضوع چل رہا ہے وہ یہی ہے۔ کیا ہماری قراردادوں میں اتنی طاقت ہے، ان کی اتنی معنویت ہے کہ اس سے یہ ظلم بند ہو جائے گا۔ یہ

لاتوں کے بھوت باتوں سے کبھی نہیں مانتے۔ (عربی) امت اسلامیہ اس بات پر متفق ہے کہ وہ کبھی بھی متفق نہیں ہو گی۔ یہ عربوں میں مشہور ہے کہ اتفقنا ، ہم اس بات پر متفق ہیں کہ علی ان لا نتفق، کہ کبھی ہم متفق نہیں ہوں گے اور جب ہم متفق نہیں ہوں گے، اور جب ہم کھڑے نہیں ہوں گے، جب تک ہم بھیک مانگ کر کھاتے رہیں گے، جب تک ان کی تابع داری کرتے رہیں گے تو ان کا فرض ہے کہ وہ ہم پر ظلم کریں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ظلم کو برداشت کرتے رہیں۔ اسی کے لیے تو کہا گیا تھا کہ:

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

یہ اتنی بے غیرت قسم کی قوم ہے کہ جب ان پر ظلم ہوا، ہسپانیہ سے ان کو نکالا گیا تو مسلمان بادشاہوں نے ان تمام یہودیوں کو اپنے پاس پناہ دی، ان کی خدمت کی، ان کو کاروبار دیا، ان کو زمینیں دیں اور ان کی خیروعافیت کی ذمہ داری لی۔ جب جرمنی سے ان کو نکالا گیا تو اس وقت سلطنت عثمانیہ نے ان کو اپنے گھر میں جگہ دی اور اتنی جگہ دی کہ آنےوالا اتاترک بھی اسی خاندان سے تھا جن یہودی خاندانوں کو مسلمان بادشاہوں نے پناہ دی تھی۔ یہ ڈومینیکین جو مشہور ہیں، یہ ان میں سے تھے۔ اتنا احسان کیا لیکن ہم نے اپنے بزرگوں کی بات نہیں مانی، ہمارے بزرگ جو بات کرتے ہیں وہ لوگ سن کر ادھر ادھر کر دیتے ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے کہا تھا کہ:

سپاں دے پتر کدی متر نہ ہندے توڑے چلیاں دُدھ پیایے ہو
کوڑتمے کدی تربوز نہ ہندے توڑے توڑ مکے لے جایے ہو"

ہم نے جب بھی ان پر اعتبار کیا، انہوں نے ہمیں ڈسا۔ جب بھی ان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا، انہوں نے ہمارے ہاتھ کاٹے۔ جب جب ہم نے ان کو سینے سے لگایا، انہوں نے ہمارے سینوں کے اندر ڈرل مشین سے سوراخ کر کے ہمیں اتنا زخمی کر دیا ہے کہ آج ہماری یہ قرارداد مذمت کیا کرے گی؟ ہم تو بڑے شریف لوگ ہیں۔ ہمارے بولنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ جب تک امت مسلمہ متحد نہیں ہو گی اس وقت تک کچھ نہیں ہو سکتا۔ گزشتہ سال تیرہ ہزار آدمیوں کو لقمۂ اجل بنا دیا گیا، اس وقت امت مسلمہ نے کیا کر لیا۔ بڑے بڑے جہازوں میں پھرتے ہیں اوآئی سی والے، بہت بڑے بڑے دوشالوں میں سوتے ہیں اوآئی سی والے، بہت اچھے اچھے لقمے کھاتے ہیں، اتنا زبردست ٹی اے ڈی اے ملتا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا لیکن بے غیرتی کی نیند سو کر اگر امت نے ایسے ہی اختلاف میں وقت گزار دیا اور آپس میں لڑتی رہی، میں آپ کو دہشت گرد کھتا رہا، آپ

مجھے کھتے رہے، میں آپ کی پارٹی کو لٹیرا کھتا رہا، آپ میری پارٹی کو لٹیرا کھتے رہے تو پھر لٹیرے آئیں گے اور سب کچھ لے جائیں گے اور لے جا رہے ہیں۔ یہ کبھی بھی نہیں ہوسکتا۔

جناب چیئرمین: چلیں، conclude کر لیجئے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: اب conclude کرلیں جناب۔ ان کلمات سے کوئی علاج نہیں ہوسکتا، جہاں توپیں چل رہی ہیں، تمام ممالک اسلام کے خلاف اور اسلامی ممالک کے خلاف متحد ہیں اور میں کیا کھوں، بہت کچھ کھنا چاہ رہا تھا۔ آپ کا بہت شکریہ، بہت بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ، پروفیسر ابراہیم صاحب۔ کافی speakers باقی ہیں، pleaseسب لوگ دو سے تین منٹ لیجئے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے واشنگٹن میں اسرائیل کے Ambassador کے ایک OP-ED Article جو کل نیویارک ٹائم میں چھپا ہے، اس میں سے چند لائنیں پڑھ کر سناؤں گا۔ اس واقعے پر انہوں نے article لکھا ہے اور اس کا title name, “An Assault, Cloaked in Peace” رکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے

“Peace activists are people who demonstrate nonviolently for peaceful co−existence and human rights. The mob that assaulted Israeli special forces on the deck of the Turkish ship ‘Mavi Marmara’ on Monday was not motivated by peace. On the contrary, the religious extremists embedded among those on board were paid and equipped to attack Israelis – both by their own hands as well as by aiding Hamas – and to destroy any hope of peace.”

جناب چیئرمین! واشنگٹن میں اسرائیل کا بیٹھا ہوا یہ سفیر جس دیدہ دلیری کے ساتھ اس واقعے پر جھوٹ بول رہا ہے یہ ان کو امریکی آشیر باد حاصل ہونے کا واحد ثبوت ہے اور میں اپنے تمام دوستوں سے اتفاق کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مسلمان حکمران جب تک امریکہ کی گود میں بیٹھے رہیں گے فلسطین میں یہی ہوتا رہے گا۔ اگر ہمارے حکمرانوں میں یہ جرأت ہے کہ وہ اپنی چادر دیکھ کر پاؤں پھیلائیں، اپنے وسائل پر انحصار کریں، امریکہ سے نہ لالچ رکھیں اور نہ خوف تو اس کے بعد ہی یہ

سب کچھ درست ہو سکتا ہے لیکن اگر ہمارے حکمران یہ کام نہیں کریں گے تو مجھے درستگی کا کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا۔

جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ صیہونی ریاست اسرائیل کا وجود جھوٹ پر مبنی ہے۔ ڈپٹی چیئرمین صاحب نے Balfour declaration سے آغاز کی بات کی، میں اسے نہیں دہراؤں گا۔ اس کے بعد دوسرا بڑا جھوٹ holocaust جس کے بارے میں اس کو جرم قرار دیا گیا۔ دنیا کا کوئی واقعہ ایسا نہیں جس کے انکار کو جرم قرار دیا گیا ہو۔ جرمنی کے اندر ہٹلر کے ہاتھوں لاکھوں یہودیوں کے قتل کی کہانی سے انکار کرنے کو ایک criminal crime قرار دیا گیا ہے اور یہ کوئی نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد دو جھوٹ اور بولے گئے۔ ایک یہ کہ Palestine was a land without people, اور دوسرا جھوٹ یہ کہ Jews were people without land. فلسطین کے اندر فلسطینی موجود تھے، یہودی اپنے اپنے گھروں میں آباد تھے۔ فلسطینیوں کو اپنے گھروں سے نکال دیا گیا اور پوری دنیا سے یہودیوں کو لا کر یہاں بسایا گیا۔ تیسری اور آخری بات عرض کرنا چاہوں گا کہ اس ریاست کی بنیاد مذہب پر ہے اور یہ مذہب ایک نسل کے اندر محدود ہے۔ اس نسل سے آگے اور اس نسل سے باہر اس مذہب کا کوئی وجود نہیں اور اس نسل سے باہر کے کسی فرد کو یہ لوگ اپنے مذہب کے اندر شامل کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اس لیے وہ پوری انسانیت کو اپنا غلام قرار دے رہے ہیں اور وہ اپنے آپ کو پوری انسانینت کا آقا قرار دے رہے ہیں۔ ان کا وجود صرف عالم اسلام کے لیے ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ایک ناسور ہے۔ اس وقت میں یہ عرض کروں کہ فلسطینی شہداء کے خون میں باہر کا خون شامل ہو گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ فلسطین کے شہداء کا خون بھی رنگ لائے گا اور باہر کے شہداء کا خون بھی رنگ لائے گا۔ یہ جھوٹ اور ظلم پر مبنی ریاست، سفاکی پر مبنی یہ ریاست اب شاید زیادہ دیر کے لیے نہ ٹھہر سکے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: پرویز رشید صاحب۔

سینیٹر پرویز رشید: جناب چیئرمین! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یقیناً آج پارلیمنٹ میں اسرائیلی دہشت گردی کے خلاف قرارداد پاس کر کے ہم اپنے عوام کے جذبات کی ترجمانی کریں گے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ عوام ہم سے بھی پہلے اپنے جذبات کی ترجمانی خود کر چکے ہیں۔ اچھا ہوتا کہ جس دن یہ افسوسناک واقعہ رونما ہوا تھا اسی دن پارلیمنٹ کا ہنگامی اجلاس طلب کیا جاتا اور اس واقعہ

کی مذمت کی جاتی تا کہ پاکستان کے سترہ کروڑ عوام کے جذبات کی ترجمان پارلیمان، اپنا حق ادا کر دیتی لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا۔ بہر حال دیر آید درست آید۔

جناب والا! پاکستان خود نہ صرف دہشت گردی کا شکار ہے بلکہ دہشت گردی کی جنگ میں صف اول کا کردار ادا کر رہا ہے لہٰذا اگر میں یہ کہوں تو یہ غلط نہ ہو گا کہ دہشت گردی کے خلاف مقدمے میں جتنا مضبوط وکیل پاکستان ہو سکتا ہے شاید ہی کوئی دوسرا ملک اتنا اچھا وکیل دہشت گردی کے خلاف جنگ میں کسی کو میسر ہو سکتا ہے کیونکہ جب ہم خود دہشت گردی کے خلاف لڑ رہے ہیں، جب ہم خود دہشت گردی کے خلاف اپنے پیارے نوجوانوں کی جانوں کی قربانی دے رہے ہیں تو ہمارے لیے آسان تھا کہ ہم دنیا کو دہشت گردی سے روکنے کے لیے convince بھی کرتے، ہم دنیا پر مظلوم فلسطینیوں کا مقدمہ جو کہ خود دہشتگردی کا شکار ہیں، زیادہ بہتر طور پر پیش کر سکتے اور ایسے مظلوم بچوں کا جن کو پینے کے لیے دودھ بھی میسر نہیں ہوتا، ایسے مظلوم بوڑھے لوگوں کا جنہیں پینے کے لیے پانی بھی میسر نہیں ہوتا اور جنہیں ایک ایسی شکل میں رکھ دیا گیا ہے جسے اغوا برائے تاوان سے ہی تعبیر کیا جا سکتا ہے کیونکہ جن لوگوں کو محصور کیا گیا ہے، ان سے جو مطالبات کیے جاتے ہیں، ان سے اسرائیل جو توقع کرتا ہے وہ وہی توقع ہے جو کوئی بھی اغوا کرنے والا شخص، اس شخص سے کرتا ہے جس سے اس نے تاوان لینا ہوتا ہے۔ اغوا برائے تاوان میں تو پیسوں کا مطالبہ کیا جاتا ہے جبکہ کسی قوم کو اغوا کر لیا جاتا ہے، اسے محصور کیا جاتا ہے تو یقیناً اسے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی آزادی کی روش کو ترک کر دے اور غلامی کی زنجیروں کو قبول کر لے۔ یہی ایک مطالبہ ہے جو اسرائیل فلسطین سے کرتا ہے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ ہمیں دہشت گردی کے اس دوہرے معیار کو، دہشت گردی کے اس double standard کو ترک کرنا ہو گا، ہمیں دنیا سے مطالبہ کرنا ہو گا اور دنیا سے یہ کہنا ہو گا کہ اگر دنیا دہشت گردی کی مخالفت کرنا چاہتی ہے، دنیا پاکستان سے یہ توقع کرتی ہے کہ ہم دہشت گردی کی جنگ میں اپنا کردار ادا کرتے رہیں تو پھر ہر قسم کی دہشت گردی کو ختم ہونا چاہیے۔ اس دہشت گردی کو بھی ختم ہونا چاہیے جو کوئی فرد کرتا ہے، اس دہشت گردی کو بھی ختم ہونا چاہیے جو کوئی تنظیم کرتی ہے اور اس دہشت گردی کو بھی ختم ہونا چاہیے جو کوئی ملک کرتا ہے خواہ اس کا نام اسرائیل ہی کیوں نہ ہو۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، ثریا امیر الدین صاحبہ۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: جناب چیئرمین، میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے اس نازک مسئلے پر بات کرنے کا موقع دیا۔ آج اس ایوان میں جو قرارداد پیش کی گئی ہے، میں اپنی جانب

سے اور پیپلز پارٹی کی جانب سے اس کی پرزور حمایت کرتی ہوں۔ کھلے سمندر میں فلوٹیلا پر حملہ کیا گیا جو امدادی سامان اور دوائیاں لے کر جا رہا تھا۔ یہ کھلی دہشت گردی ہے۔ یہ انسانیت سے گری ہوئی حرکت ہے۔ اس طرح کی حرکت کبھی نہیں ہونی چاہیے۔ اس حملے میں بیس سے زیادہ افراد شہید ہوئے اور ساٹھ لوگ زخمی ہوئے ، اسی جہاز میں ہمارے صحافی طلعت حسین اور ان کے دو ساتھی بھی موجود تھے اور ہمیں اپنے صحافیوں پر ناز ہے ، ہم کہتے ہیں کہ صحافی حضرات ہماری ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ میں شہید ہونے والوں کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ فلوٹیلا پر حملہ غیرانسانی اور گری ہوئی حرکت ہے۔ میں اس دہشت گردی کی پرزور مذمت کرتی ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح ذوالفقار علی بھٹو نے لاہور اسلامی کانفرنس بلائی تھی اور تمام مسلم امہ کو اکٹھا کیا تھا اسی طرح تمام مسلم امہ اکٹھی ہو جائے اور اسرائیلی دہشت گردی کے خلاف زبردست آواز اٹھائی جائے کہ اس طرح نہیں ہونا چاہیے کہ نہتے لوگوں پر، جو جہاز میں سوار تھے اور دوائیاں لے کر جا رہے تھے، ان پر حملہ کیا گیا اور ان کو یرغمال بنایا گیا جن میں ایک بچہ بھی شامل تھا۔ اسرائیل کے خلاف تمام مسلم امہ کو اکٹھے ہو کر آواز اٹھانی چاہیے تاکہ انہیں پتا چلے کہ ساری دنیا کے مسلمان متحد ہیں۔ ہم سب ایک ہیں۔ ہمیں International Court میں اس مسئلے کو لے کر جانا چاہیے۔ آخر وہ کب تک مسلمانوں پر ظلم و زیادتی کرتا رہے گا۔ فلسطین پر کب تک مظالم کے پہاڑ توڑے جاتے رہیں گے۔ ترکی کے ساتھ پاکستان کو بھی شریک ہو کر سامان لے کر جانا چاہیے تاکہ اسرائیل کو معلوم ہو جائے کہ تمام مسلمان متحد ہیں۔ ہم اس واقعہ کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ میں جناب آصف علی زرداری اور سید یوسف رضا گیلانی کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ ان کی کوششوں سے ہمارے صحافی حضرات رہا ہو کر جلد آجائیں گے۔ ہمیں ان کے استقبال کی تیاری کرنی چاہیے اور ان کو جرأت کا مظاہرہ کرنے پر کہ وہ اس مشکل گھڑی میں وہاں گئے، ان کو ایک ایوارڈ پیش کرنا چاہیے۔ ہماری دعائیں ان کے ساتھ ہیں اور ہمیں ان کو ضرور سراہنا چاہیے، صحافی ہمارا سرمایہ ہیں۔

جناب چیئرمین: چٹھہ صاحب۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب چیئرمین بہت شکریہ۔ ماضی میں ایک بڑا ہی دردناک اور المناک واقعہ ہوا تھا جس میں اسرائیل نے غزہ کی ناکہ بندی کر دی اور ان کی امداد اور دوائیوں کو روک کر جس بربریت اور غنڈہ گردی کا اظہار کیا ہے یقیناً یہ بہت شدت کے ساتھ قابل مذمت ہے لیکن یہ بھی درست ہے کہ ہماری یہ مذمتی قراردادیں ، میرے خیال میں اس قسم کے بے شرم اور وحشی لوگوں کا کوئی خاص سد باب نہیں کر سکیں گی۔ بہرحال معصوم مسافروں اور ان لوگوں کو جو فلسطینیوں کی انسانی

ہمدردی کے سلسلے میں، ان نہتے اور معصوم لوگوں کو امداد پہنچانے کے لیے جا رہے تھے، ان پر حملہ یقیناً ایک بہت بڑی بربریت اور وحشت ناک صورت حال کی غمازی کرتا ہے۔ فلسطین کا مسئلہ حل نہیں ہوتا اور حل واقعی اس لیے نہیں ہوتا کہ فلسطین کے لوگ صرف غلامی کی زنجیریں پہنے رکھیں اور وہ ہر وقت ہاں میں ہاں ملاتے رہیں اور صیہونیت اور اسرائیلیوں کی زنجیروں میں جکڑے رہیں۔ میرے خیال میں اسرائیل امریکہ کا بغل بچہ ہے اور اس کے بعد بھارت، کیونکہ جتنی دہشت گردی اور غنڈہ گردی اسرائیل نے کی ہے یا اس کے بعد بھارت نے کی ہے اور جو کشمیر میں کر رہے ہیں اور جو فلسطین میں ہو رہا ہے تو یہ سب کچھ امریکہ کی پشت پناہی سے ہی کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے امریکہ اس دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد اور سب سے زیادہ غنڈہ گردی پھیلانے والا ملک ہے۔ اسرائیل اور بھارت کے گٹھ جوڑ سے مسلم امہ کو کبھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ہماری OIC سمجھ لیں، عرب ممالک سمجھ لیں، سارے مسلم ممالک سمجھ لیں، تقریباً ساٹھ مسلم ممالک ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنے وسائل دے رکھے ہیں کہ اس سے زیادہ خوشحالی اور امارت اور کیا ہو سکتی ہے لیکن وہ سارے کے سارے اپنے اسلامی کردار کو پس پشت ڈال کر دنیاوی رنگینیوں میں محو اور مست اپنے لیے دوزخ پیدا کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے بے غیرتی، بے حمیتی اور بے حسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلمان قوم پر بدنما داغ اور دھبے لگا رہے ہیں۔ اس لحاظ سے جیسے میرے بھائیوں نے دیکھا ہے اور انہوں نے بڑی دردناک picture depict کی ہے اور جتنے ظلم اور وحشیانہ بربریت کا اظہار کیا ہے وہ یقیناً بہت قابل مذمت اور بڑا ہی فکر انگیز ہے۔ اس کے سد باب کے لئے اسلامی ممالک کے پاس اتنی دولت اور اتنے وسائل ہیں اور سب کچھ ان کے پاس ہوتے ہوئے بھی ہم اس طرح زبوں حالی اور تذلیل کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔ اسلامی ممالک کم از کم اپنے وسائل اور اپنا پیسا مغربی ممالک سے لے کر اپنے اسلامی بینکوں میں جمع کروائیں اور اسلامی ممالک آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کر کے اپنے آپ کو مضبوط کروائیں۔ اسرائیل مٹھی بھر ملک ہے اور ساری دنیا پر چھایا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے پہلے بھی کئی جنگیں ہوئی ہیں اور اگلی جنگ بھی اگر ہوئی تو انہی کی وجہ سے ہو گی۔ انڈیا جو ظلم مقبوضہ کشمیر میں کر رہا ہے اور فلسطین پر جو اسرائیل کر رہا ہے یہ وجوہات آگے بھی جنگ کی بنیاد بنیں گی۔ ہمیں تو یہ رونا آتا ہے کہ اتنے با اثر اور اتنے باوسائل ہوتے ہوئے ہم اتنے بے شرم اور بے کردار کیوں ہو گئے ہیں؟ پاکستان کو خاص طور پر lead لینی چاہیے اور ہمیں اسرائیل کی نقل کرتے ہوئے اپنے گھر کو منظم اور متحد کرتے ہوئے اور اپنی ایک قوت اور جمعیت بنانی چاہیے کیونکہ پاکستان تخلیق اس لئے ہوا ہے کہ وہ ساری دنیا کے اسلام کے تحفظ کے لئے کام کرے گا۔ ہم اپنے مشن کو بھول

گئے ہیں۔ پاکستان کے تخلیق کے مقاصد کیا تھے اور انہیں بھول کر ہم بھی اپنی عیاشی، کرپشن اور دوسری رنگینیوں میں لگے ہوئے ہیں۔ ہم خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔ اپنی اصلاح کی طرف یا اپنی آخرت کی طرف یا اپنے فرائض کی طرف یا اسلامی کردار کی طرف ہماری کوئی توجہ نہیں ہے۔ اس لحاظ سے ہمیں متحد ہوکر اور ایک قوت بن کر اس دہشت گردی اور وحشت ناک بربریت کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ ہمیں پاکستان کو متحد کرکے اور اسی طرح دوسرے مسلمان ملکوں کو اکٹھا کرکے اپنا ایک کردار ادا کرنا چاہیے۔ مسلم امہ اگر یہ نہیں کر رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی حق نہیں ہے ہمیں زندہ رہنے کا۔ ہمیں اپنے تشخص اور اپنے کردار کی اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے اسلامی کردار اور اسلامی خصوصیات کو اپناتے ہوئے اپنے فرائض کی ادائیگی کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین: ہمایوں خان صاحب، موجود نہیں ہیں۔ ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ، جناب چیئرمین! 31 مئی کا واقعہ اسرائیلی ریاست کی دہشت گردی پر پوری مہذب دنیا کی طرف سے اس پر لعنت اور مذمت کی گئی۔ اسرائیل کے اس brutal action کے خلاف بہت کچھ کہا جا چکا ہے اور بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور آئندہ بھی کہا جاتا رہے گا۔ جس طرح ابھی چٹھہ صاحب فرما رہے تھے کہ کشمیر اور فلسطین کے سلسلے میں جناب چیئرمین! دیکھنا یہ ہے کہ اس کے پیچھے جو پشت پناہی ہے، جس طرح بہت سارے مقررین نے یہ کہا، اصل بیماری کی وہ جڑ ہے۔ اس 31 مئی کے واقعہ کی بھی جب پوری civilized دنیا مذمت کر رہی تھی تو امریکہ بہادر یہ کہہ رہا تھا، جو ایک طرف تو ہمارا بڑا دوست اور حلیف ہے اور ہر آدھے گھنٹے کے بعد اس کی کوئی نہ کوئی وائرلیس ہمارے فارن آفس کو آتی ہے کہ وزیرستان میں فوجی ایکشن کیا جائے، فلاں علاقے میں فوجی ایکشن کیا جائے اور حتیٰ کہ اس کی نظریں اب پاکستان کے دیگر علاقوں، جنوبی پنجاب اور دیگر علاقوں کی طرف لگی ہوئی ہیں کہ وہاں پر بھی ایکشن کیا جائے۔ اس کو اتنی تکلیف ہوتی ہے دہشت گردی سے اور ہونی چاہیے لیکن صرف واحد اسرائیل ایک ایسی ریاست ہے کہ جب بھی وہ کوئی اس قسم کی حرکت کرتا ہے تو اس سے پیشتر کے اقوام متحدہ یا سیکورٹی کونسل کا اجلاس بلایا جائے اور سیکورٹی کونسل کا اجلاس کوئی آگے لائحہ عمل دے کہ اس اسرائیل کے خلاف اور اس کے جو گھناؤنے کارنامے ہیں ان پر کوئی ایکشن لیا جائے تو امریکہ بہادر کا ساتھ ہی بیان آجاتا ہے کہ اگر اسرائیل کے مفادات کے خلاف سیکورٹی کونسل میں کوئی قرارداد بھی آئی تو ہم اس کو ویٹو کر دیں گے۔

جناب چیئرمین! پوری دنیا میں تمام بیماری اس ویٹو کی ہے اس discretion کی ہے، جناب چیئرمین! یہ وہ discretion ہے کہ اس کو آپ ایسے سمجھیں جیسے پاکستان کے آئین میں 58 (2) (B) ہوتی تھی۔ یہ وہ سیکورٹی کونسل، اقوام متحدہ اور بڑی طاقتیں ہیں جو veto power کا ایک discretion اپنے پاس رکھتی رہی ہیں۔ جب تک یہ discretion اقوام متحدہ کے چارٹر میں رہے گا، جب تک اس کا استعمال ہوتا رہے گا، تب تک اسرائیل اور اس قسم کے دیگر ممالک انسانوں کے خلاف اپنی غنڈہ گردی اور ریاستی دہشت گردی جاری رکھیں گے۔ اس لئے جناب چیئرمین! ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم امہ میں جو 58, 59 countries ہیں ان کو چاہیے اور یہ بہت بڑی طاقت ہے، یہ الگ بات ہے کہ ان کو اپنی طاقت کا اندازہ نہ ہو رہا ہو یا تو وہ کسی مسلمان ملک کو veto power کی طرح سیکورٹی کونسل میں نمائندگی دلوائیں یا وہ discretion جس کا استعمال ہمیشہ غلط ہوتا رہا ہے اور امریکہ بہادر دن دیہاڑے اور ہمیشہ اسرائیل کے حق میں کرتا رہا ہے۔ آپ ان کی قراردادیں اٹھا کر دیکھ لیں تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ امریکہ نے اس کو veto کر دیا ہے۔ پوری دنیا میں اس بات کی تحریک چلانی چاہیے کہ veto power والے جو اختیارات ہیں وہ واپس لئے جائیں۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں صرف اگر یہ بات نہ کہوں تو شاید دیکھنے والا، لکھنے والا یا سننے والا یہ کہے کہ دیکھیں جی ایک طرف تو یہ ریاستی دہشت گردی اور غنڈہ گردی کی قرارداد پاس کر رہے ہیں لیکن دوسری طرف 03 جون کو ہی وہ جناب چیئرمین! آپ کے اس بلڈنگ سے کچھ فاصلے پر، باہر، آپ کے اس پارلیمنٹ کی پٹی پر جو آپ کی مرکزی حکومت اور اسلام آباد کی پولیس نے آج خواتین پر۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: ابھی resolution پر رہیے گا۔ Point of order بعد میں لے لیں گے۔ ابھی صرف resolution پر بات ہو رہی ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! میں اس کے حوالے سے ہی بات کر رہا ہوں۔ جناب! میں کھلے تضاد کی بات کر رہا ہوں۔ یہ کھلا تضاد ہو گا کہ اگر آج ایک طرف تو وہ دہشت گردی بڑی نظر آتی ہے اور آنی چاہیے اور دوسری طرف جناب چیئرمین! میں اس بات کا بھی گواہ ہوں، میں وہاں سے گزر رہا تھا کہ یہاں پر اسلام آباد میں پولیس نے جو خواتین کے ساتھ برتاؤ کیا اور جس طریقے سے وہ سڑک اور گھاس پر تڑپ رہی تھیں اور جس طریقے سے ان کے ساتھ وہ گھناؤنا سلوک کیا گیا۔ مردوں کی بات میں نہیں کر رہا ہوں۔ وہ آنسو گیس اور لاٹھی چارج الگ سے تھا۔ جناب چیئرمین! میں صرف اصول کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ میں قرارداد کے حوالے سے نہیں، اصول کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔

جس طرح یہاں پر کہا گیا ہے کہ دہشت گردی جہاں بھی ہو، جس انداز سے بھی ہو، جس تنظیم کی ہو اور جس ملک کی بھی ہو وہ قابل مذمت ہے۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ جی، ساجد میر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر ساجد میر: جناب چیئرمین!

اہل ستم کا جب بھی قصیدہ لکھا گیا
نوک قلم کو خون چشیدہ لکھا گیا

اسرائیل historically and traditionally ایک aggressive اور جارح ملک ہے۔ اس نے جارحیت اور ظلم کی بے شمار داستانیں رقم کیں مگر بالعموم اس کا نشانہ ہمارے فلسطینی بھائی اور عرب بنتے رہے ہیں۔ اب اس نے مختلف قوموں اور ملکوں پر مشتمل افراد جو ایک امدادی قافلہ غزہ کی طرف لے کر جا رہے تھے، اس پر حملے کی جسارت کی۔اس حملے نے ایک دفعہ پھر یہ ثابت کیا ہے کہ نہ صرف غزہ اور فلسطین کے مظلوم و مجبور عوام، نہ صرف ان کو فلسطین کی پرواہ نہیں ہے بلکہ انسانی حقوق، احترام انسانیت اور اخلاقیات کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے اس نے ثابت کیا ہے کہ انہیں ان چیزوں کی بھی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ صرف عالم عرب نہیں بلکہ پوری دنیا، پوری دنیا کی رائے عامہ کو چیلنج کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس رائے عامہ کو، اس دنیا کو، اس کے عوام کو وہ تنکے سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ ایسا کیوں ہے؟ جناب چیئرمین! یہ اسرائیل کی اپنی قوت کے بل بوتے پر نہیں ہے۔ سب جانتے ہیں اور ہمارے دوستوں نے اس کا اظہار بھی کیا ہے کہ یہ امریکی support کی وجہ سے ہے جو سیاسی، اخلاقی اور مالی ہر لحاظ سے اسے ملتی رہی ہے اور مل رہی ہے۔ جس طرح امریکہ نے اس کے مظالم کی، بشمول اس ظلم کی جو حال میں ہوا، اس کی مذمت تک کرنے سے گریز کیا۔ صدر امریکہ نے بہت تیر مارا، بہت کارنامہ انجام دیا اور کہا کہ میں اسرائیلی وزیراعظم سے ملنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ کیا یہ کافی ہے؟ ساتھ ہی یہ اعلان بھی آگیا کہ اگر کوئی مذمتی قرارداد آتی ہے تو نہ صرف ہم اس کا حصہ نہیں ہوں گے بلکہ ہمارے حصہ نہ بننے سے وہ veto ہو جائے گی۔ مسئلہ صرف یہاں تک محدود نہیں کہ امدادی قافلے پر حملہ ہوا۔ ظاہر ہے ہماری توجہ اس وقت اس پر زیادہ ہے لیکن امدادی قافلہ جا کہاں رہا تھا۔ اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس لیے جا رہا تھا کہ غزہ کے مظلوم افراد، مظلوم لوگ، ہفتوں سے نہیں، مہینوں سے نہیں، سالوں سے محاصرے کا شکار ہیں۔ دواؤں کی، کھانے پینے کی اشیاء کی، ہر چیز جو انسانی ضرورت ہے وہ انہیں نہیں مل رہی۔ اس کی وجہ سے بچوں کی، عورتوں کی، مردوں کی، بڑوں کی جتنی اموات

ہوئی ہیں ، جتنے لوگ بیمار ہوئے ہیں، جتنے لوگ پریشان اور ظلم کا شکار ہوئے ہیں ان کا شمار بھی شاید نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سب کچھ کس نے کیا؟ اس قوم نے جس نے holocaust کی حقیقی اور فرضی داستانوں کی گردان اب تک نہیں چھوڑی۔ جو دنیا کو یہ کہنے کی اجازت نہیں دیتے کہ معلوم تو کرنا چاہیے، تحقیق تو کرنی چاہیے کہ holocaust میں صداقت کتنی ہے اور کتنی نہیں ہے۔ اس قوم کی طرف سے ایسی زیادتی ناقابل تصور ہونی چاہیے تھی لیکن وہ سب ہمارے سامنے ہے۔

جناب چیئرمین! عالم اسلام اور پاکستان کو کیا کرنا چاہیے؟ کیا اسرائیل سے بات کرنی چاہیے، اسرائیل کو تو ہم تسلیم نہیں کرتے، اس کا فائدہ بھی کچھ نہیں ہے۔ ہمیں اس کے سرپرست ، اس کے مربی اس کے سپورٹر امریکہ سے بات کرنی چاہیے۔ ایک ہی بات، لمبی چوڑی باتیں نہیں کہ جب تک یہ دہشت گردی اسرائیل کی، جس کی آپ support کر رہے ہیں، یہ ختم نہیں ہوتی افغانستان میں یا کہیں بھی آپ کی چھیڑی ہوئی نام نہاد دہشت گردی کی جنگ ، ہم اس میں کسی قسم کی مدد دینے کے لیے تیار نہیں ۔ جناب والا! قوم کی کچھ غیرت ہوتی ہے، یہ غیرت کم از کم ظاہر کرنی چاہیے کہ ہم اس وقت تک کسی جنگ کا، آپ کی کسی سپورٹ کا حصہ نہیں بنیں گے، نہ نیٹو کی، نہ امریکہ کی، نہ کسی اور نام سے جب تک اس طرح کی دہشت گردی ختم نہیں ہوتی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ شکریہ۔

سینیٹر پروفیسر ساجد میر: آخر میں ، میں بھی اپنے ساتھیوں کی طرح طلعت حسین اور دوسرے پاکستانیوں کو جو اس نازک موقع پر وہاں پہنچے، اپنی یکجہتی کا اظہار کرنے کے لیے امدادی قافلے کے ساتھ گئے، میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! یہ پیپلز پارٹی کے دور سے نہیں، کسی اور کے دور سے نہیں، ہمارا تعلق بحیثیت مسلمان کے اور بحیثیت پاکستانی کے اہل فلسطین کے ساتھ قائد اعظم محمد علی جناح نے کیا۔ وہ اس زمانے میں ان کے لیے بولے، ان کو سپورٹ کیا۔ ہمارا تعلق تو بڑا historical ہے۔

آخری بات میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اسرائیل کی امریکی سپورٹ سے دہشت گردی بند نہیں ہوتی تو امریکہ کو بھول جانا چاہیے کہ وہ دہشت گردی کی جنگ میں کبھی کامیاب ہو گا۔ اس کو بھول جانا چاہیے کہ مسلمان کبھی معمولی اور جزوی طور پر بھی اس کے حامی ہوں گے۔ گزشتہ صدر امریکہ بش صاحب حیرانگی ظاہر کرتے تھے اور شاید ایک آدھ دفعہ انہوں نے بھی حیرانگی ظاہر کی ہے کہ مسلمان ہم

سے ناراض کیوں ہیں۔ ناراض اسی لیے ہیں کہ آپ ظلم کے ساتھی ہیں، ظالموں کے ساتھی ہیں اور مظلوموں کے حامی نہیں ہیں۔ بہت شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ حاجی لشکری رئیسانی صاحب۔

سینیٹر نوابزادہ میر حاجی لشکری رئیسانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں، اس کے ساتھ ساتھ ان تمام شہداء جنہوں نے اپنے محصور فلسطینی بھائیوں کو زندہ رکھنے کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ان کو بھرپور خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ سول سوسائٹی کے لوگ جنہوں نے یہ محسوس کیا کہ پوری دنیا کے حکمران، اقوام متحدہ سمیت دنیا کا سب سے بڑا concentration camp جس میں پندرہ لاکھ فلسطینی بھوک افلاس اور جبر کی زندگی گزار رہے ہیں ان کو دنیا بھول گئی ہے۔ سول سوسائٹی کے لوگ جن کی اکثریت ترکی سے تھی، پاکستانی طلعت حسین صاحب، چھ ارب کی دنیا میں سینکڑوں کی تعداد میں زندہ لوگ ان کو میں بھرپور خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے یہ تاریخ رقم کی کہ چھ ارب کی دنیا میں سینکڑوں کی تعداد میں لوگ یہ احساس رکھتے ہیں کہ فلسطینوں کو اسرائیلی جبر جو امریکی سرپرستی میں ہو رہا ہے، جو so called democratic مغربی دنیا کی سرپرستی میں ایک بہت بڑا concentration camp قائم کر چکے ہیں۔ میں ان کو اور تاریخ یقیناً ان کو خراج تحسین پیش کرے گی۔

جناب چیئرمین! آج کا واقعہ کل خبر بنے گا، یقیناً کل کی خبر تاریخ بنتی ہے، کل تاریخ دان جب اس ایوان اور اس قسم کے اور ایوانوں کا ریکارڈ کھنگالے گا تو وہ سوچیں گے، تحقیق کریں گے کہ اس بہت بڑے واقعہ کے بعد اس ایوان نے کیا کہا تھا۔ یقیناً ان کو ہم پر ترس آئے گا۔ وہ ہم سے نفرت کریں گے کہ ہم جیسے کمزور ایمان لوگ صرف زبانی جمع خرچ کرنے اٹھ کھڑے ہوئے، مذمت بھی کی اور خراج تحسین بھی پیش کیا۔ وہ افسوس کریں گے کہ ہم ایسے لوگ تھے۔ ہم نے جب یہ واقعہ سنا تو مختلف ممالک نے اپنا اپنا ردعمل ظاہر کیا۔ امریکہ سے توقع تھی کہ اس کا ردعمل اسرائیل کے حق میں ہو سکتا ہے۔ ترکی نے کہا کہ بدترین بربریت، فرانس کی اگر ہم خبر دیکھیں، انسان کو شرم آئے گا، انسانیت اور آزادی، liberalism and democratic دنیا کے لوگ، فرانس نے کہا کہ misappropriate use of force کیا۔ کوئی appropriate use of force بھی ہوتی ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ فلسطین کے مسئلے کو جوں کا توں رہنا چاہیے۔ میں نے تو خبر سنی، مجھے دلچسپی نہیں تھی، عرب لیگ نے ہنگامی اجلاس طلب کیا، مجھے کسی شخص نے بتایا اور وہ ہنس رہا تھا، اس نے بتایا کہ عرب لیگ والے

ہمارے ساتھ کیا دھوکہ کر رہے ہیں۔ ایک اور اسلامی دنیا کا ادارہ جس کا نام OIC ہے میں تو کہتا ہوں کہ وہ OI do not see ہے۔ ان کو کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ اندھے ہوگئے ہیں کیونکہ اتنے سالوں سے جبر و ظلم اور ناانصافی کا بازار اسرائیل امریکی سرپرستی میں گرم کئے ہوئے ہے لیکن OIC کا کوئی وجود نہیں ہے۔ ان کا آج تک کوئی سٹینڈ نہیں ہے۔

جناب والا! ہم پاکستانیوں کو ایک بات طے کرنی چاہیے کیونکہ فلسطین کی جنگ کو سیاسی شکل دینے والا ذوالفقار علی بھٹو، جو پاکستان کے پہلے منتخب نمائندے تھے۔ جناب چیئرمین! میں تاریخ میں جاتا ہوں کہ جب فلسطین میں مسلح مزاحمت کی قیادت یاسر عرفات کر رہے تھے تو پہلی مرتبہ مسلح مزاحمت کو سیاسی مزاحمت میں تبدیل کرنے والے ذوالفقار علی بھٹو تھے۔ جنھوں نے اسلامی دنیا کے سب سے بڑے اجتماع لاہور میں 1974 میں یاسر عرفات کو بلا کر ان کی مسلح مزاحمت کو سیاسی مزاحمت میں تبدیل کیا۔ پاکستان اس جنگ کو own کرتا ہے ۔ان کے پہلے منتخب وزیراعظم نے اس کو سیاسی مزاحمت میں تبدیل کیا۔ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم OIC کی میٹنگ میں بیٹھ کر اس کے لیے ایک مستقل حل تلاش کریں۔ اسرائیلیوں نے Zionist protocol میں نوے سال پہلے کہا rule the rulers آج ہمارے حکمرانوں پر وہ حکومت کر رہے ہیں۔ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم ردعمل کی سیاست کی بجائے ، ردعمل کی پالیسی کی بجائے ہمارے پاس اقوام متحدہ اور OIC میں ایک مستقل پالیسی ہو تاکہ جو فلسطینوں پر جبر ہو رہا ہے ان کو نجات دلانے کے لیے پاکستان اپنا کردار ادا کر سکے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: محترمہ کلثوم صاحبہ. last speaker.

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین! میرے خیال میں اب تو ایک یا ڈیڑھ منٹ اذان ہونے میں رہ گیا ہے۔ چلیں آپ نے آخری منٹ مجھے دیا کہنے کو تو میں بہت کچھ کہنا چاہ رہی تھی۔

جناب چیئرمین: آپ نے نام بھی آخر میں دیا۔

سینیٹر کلثوم پروین: آپ کہہ رہے تھے میں دیکھ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: میں ے کہا تھا نام لکھوا دیجیئے۔ آپ کا نام لکھا بھی نہیں گیا۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب میں خود بھی کھڑی تھی۔

جناب چیئرمین: جی فرمائیے۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب والا! سب سے پہلے تو میں، جو مزاحمتی تحریک پیش کی گئی ہے اس کے لیے آپ کی اور تمام ہاؤس کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ایک ایسی مذمتی تحریک پیش کی ہے جو ابھی میرے بھائی حاجی لشکری صاحب نے کہا ہے کہ یہ ایک historical چیز ہوگی کہ کیا ہم مسلمان اتنے بے حس ہوگئے ہیں کہ ہم ایک ایسے واقعہ کی نشاندہی بھی نہیں کر سکے ، صرف lip service ہے وہ بھی ہم صحیح طریقے سے ادا نہیں کرسکتے۔ جناب والا! میں خراج تحسین پیش کرتی ہوں اپنے ان ساتھیوں کو جو گنتی میں تو تین تھے لیکن کام انہوں نے 313 کا کیا۔ Anchor person طلعت حسین اور جو دو ساتھی تھے اگر وہ نہ ہوتے تو شاید یہ media میں اتنا highlight نہ ہوتا۔ ہمیں پتا بھی نہ چلتا کہ مسلمانوں کے ساتھ کیا ہورہا ہے اور کیا بیت رہی ہے۔ یہ تو چودہ سو سال کی تاریخ ہے، آج کی تاریخ نہیں ہے ۔ مسلمان تو چودہ سو سال سے یہ تمام مظالم سہہ رہے ہیں۔ یہ یزیدیت، حسن و حسین کے بعد سے اب تک یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ کیا آپ نے وہ مذمتی تحریک پیش کرنے کی جسارت نہیں کی جس میں نبی کریم ﷺ کے خاکے پیش کئے گئے net پر۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کی تو کبھی پرچھائیں بھی زمین پر نہیں پڑی، رب العالمین نے وہ پرچھائیں بھی نہیں پڑنے دی اور یہ ہماری دل آزاری کے لیے بار بار خاکے پیش کررہے ہیں۔ کاش! اگر قتل جرم نہ ہوتا تو سب سے پہلا قتل شاید میں ہی کرتی۔

جناب والا! کیا مسلمان اتنے بے حس ہوگئے ہیں، کیا اتنے بے غیرت ہوگئے ہیں کہ ہم اپنے اس دین کو، جس دین نے آخرت تک رہنا ہے ، یہ چار دن کی زندگی ہے، ہم نے چار دن اس دنیا میں رہنا ہے ، ہم وہ کردار تو ادا کریں جو ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا ہونا چاہیے۔

جناب والا! وقت بہت مختصر ہے، میں تو حیران ہوں کہ ترکی کی حکومت کے علاوہ ہم 59 کے قریب اسلامی ممالک ہیں، کسی کی طرف سے ایسی تحریک نہیں چلی۔ یہ جہاز ان محصور مسلمانوں کے لیے اور ان بھوکے، نہتے مسلمانوں کے لیے خوراک لے کر جا رہا تھا، مگر اس پر attack ہوا۔ میں اس کے لیے حکومت پاکستان کی، صدر پاکستان کی، وزیراعظم پاکستان کی ، خاص طور پر رحمان ملک صاحب کی، شاہ محمود صاحب کی اور آپ کی کوششوں کو سراہتی ہوں کہ جنہوں نے اس کو بروقت لیا۔ بے شک ہمارے اسرائیل سے مراسم direct نہیں ہیں مگر ہم اس میں بھی ہالبروک کو شامل کرکے امریکہ کی منت سماجت کرکے، کسی بھی طریقے سے اپنے محصور پاکستانیوں کو لے آئے ہیں۔ میں خراج تحسین پیش کرتی

ہوں اپنے دوستوں کو، ساتھیوں کو، میڈیا کو، سول سوسائٹی کو جنہوں نے اپنا role بڑے اچھے طریقے سے play کیا۔

جناب والا! وقت کم ہے اور بار بار آپ میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں کہنے کو تو بہت کچھ کہنا چاہتی ہوں لیکن میں بی این پی عوامی کی طرف سے، اپنی پوری پارٹی کی طرف سے اس واقعہ کی مذمت کرتی ہوں، مذمت کرتی ہوں، مذمت کرتی ہوں یہ سراسر ناانصافی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ماشاء اللہ بہت اچھا بولتی ہیں۔ جی وزیر صاحب would you like to say something?

نوابزادہ ملک عماد خان: جناب والا! سب سے پہلے تو میں بے حد مشکور ہوں معزز سینیٹر صاحبان کا، ان کی input کے لیے حالانکہ ہر کسی کا الگ جماعت سے تعلق ہوتا ہے، کچھ مذہبی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے بھی ہیں۔ علماء بھی یہاں بیٹھے ہیں، سینیٹر سیاستدان بھی بیٹھے ہیں I value their comments very highly. میں یہ گزارش کروں گا کہ اس point پر ہم سارے united ہیں، Islamic world بھی، حکومت اور اپوزیشن بھی، پوری پارلیمنٹ بھی کہ یہ جو اسرائیلی highhandedness کا ایک latest مظاہرہ ہے۔ پہلے بھی they have gotten away with such things and I feel that is why they are provoked to do these things again and again. No doubt بالکل غلط کارروائی تھی، ایک ظلم تھا۔ اس سلسلے میں وزیراعظم صاحب نے، صدر صاحب نے، شاہ محمود قریشی صاحب نے اس action کو condemn کیا اور قریشی صاحب نے پریس کانفرنس بھی کی۔ صدر صاحب نے ترکی کے صدر عبداللہ گل سے بھی بات کی اور انہیں اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں طلعت حسین صاحب اور ان کے ساتھ جو دو اور افراد تھے ان کو بھی salute کرتا ہوں ان کے حوصلے اور patience کے لیے۔

جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ یہاں پر بات ہوئی کہ حکومت آیا اقدامات اٹھا رہی ہے یا نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں ہم صرف as a Government نہیں دیکھ رہے as a Pakistani and as a Muslim اس معاملے کو دیکھ رہے ہیں۔ It is mere fact that we do not even recognize Israel. اور mere fact کہ یہاں پر ایک unanimous resolution move ہوئی جس کو ہر کسی نے support کیا۔

This in itself is a major statement کہ ہماری جو feelings ہیں فلسطینی بھائیوں کے بارے میں وہ کیا ہیں اور اس کے ساتھ ہی جناب والا! جو ایک pressure بنا، اسے UN نے، EU نے، OIC نے، Arab League نے اس action کو condemn کیا اور جو Israeli Ambassadors تھے world capitals میں، کافی ساروں کو طلب کیا گیا اور protest launch کیا گیا اور UN Security Council کا بھی باقاعدہ اجلاس ہوا ترکی کی insistence پر۔

وزارت خارجہ نے ہماری جو باہر missions تھیں مثلاً انقرہ، عمان، even New York, Geneva, UN کے حوالے سے اور Red Cross میں جو تھے، ان سب کو activate کیا اور جو ہمارے تین پاکستانی تھے ان کی well-being کے لیے پوری efforts کیں اور اللہ کے فضل سے وہ آج اسلام آباد واپس پہنچ رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ گزارش کروں گا کہ جو جدہ میں ہمارا mission ہے، they approached to the OIC Secretariat, OIC Secretary General کہ اس کا اجلاس بلایا جائے۔

اگر آپ مجھے تھوڑی اور اجازت دیں گے to deviate slightly from the agenda because honourable Senators بھی owe کرتے ہیں کہ یہاں at times سوال اٹھتا ہے کہ کیا ہماری Foreign Ministry active ہے یا کیا ہمارے Foreign Ministry کے offices actively contribute کرتے ہیں؟ کئی ایسی چیزیں ہوں گی behind the scenes جو public knowledge میں نہیں ہوں گی یا شاید جو Press میں بھی at times highlight نہیں ہوتی ہیں تو اس سلسلے میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ بات ہوئی کہ پاکستان ایک lead state ہے OIC میں and Pakistan should take the lead. اور یہ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ باقاعدہ طور پر جو آپ کے human rights کے issues ہوتے ہیں اور جو defamation کے issues ہوتے ہیں جو کہ Geneva میں take up کیے جاتے ہیں، ان میں Pakistan is a coordinator from OIC. اور اس میں جو ہماری Geneva والی mission ہے اور جو Ambassador ہیں، ضمیر اکرم صاحب The Mission is very very active اور کافی سارے جو OIC countries ہیں، they rely on our wisdom for that. اس میں ہمارے Geneva والے Mission کا بہت زیادہ contribution ہے۔ اس میں کوئی ایسی

بات تو ہے نہیں جس پر ہم یا Opposition یا کوئی بھی پاکستانی یا کوئی بھی مسلمان کسی جگہ پر contest کرے، we are unified.

آخر میں، میں یہی کہوں گا agreeing with everyone that this is a time کہ سارے مسلمانوں کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ Asian کون ہے، African کون ہے، عرب کون ہے، here we all need to act as Muslims in a unified way اور کوئی شک نہیں کہ اس سے یہ جو core issues ہیں، جو Palestine والا ہے اور اس کے ساتھ ہی جو ہمارا اپنا core issue ہے کشمیر والا، وہ definitely حل ہوگا۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. I now put the Resolution as moved by the Leader of the House before the House.

(Them motion was carried unanimously.)

Mr. Chairman: The Resolution is adopted unanimously. The copy of the Resolution be sent to the Ambassadors of Palestine and to Turkey in particular, through Foreign Office.

The House stands adjourned to meet again on Friday the 04th June, 2010 at 10:00 A.M.

[The House was then adjourned to meet again on Friday the 04th June, 2010 at 10 A.M.]
